بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شمارہ ۹ جلد ۳۲
تبوک ۱۳۶۴ ہش
ستمبر سنہ ۱۹۸۵ء
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸۳۰

# ماہنامہ خالد ربوہ
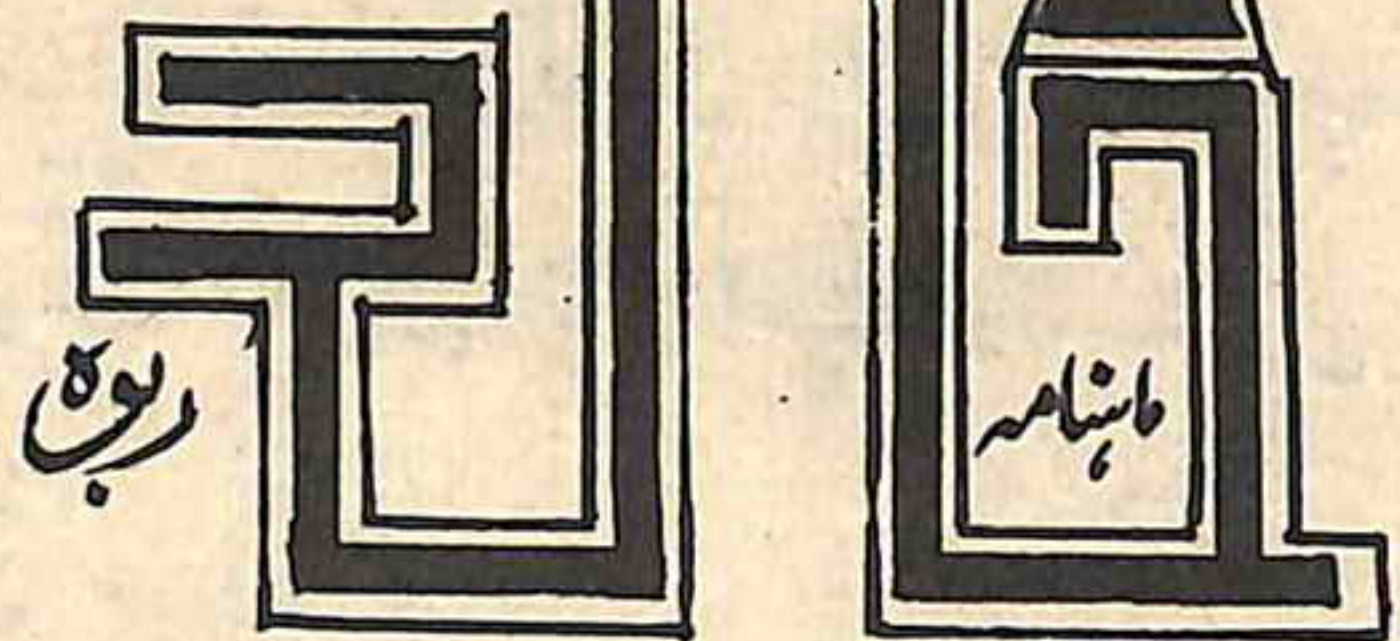
ایڈیٹر:- عبدالسمیع خان

نائب ایڈیٹر:- محمود احمد شاد

معاونین:- عبدالقدیر قمر - عبدالخالق ناصر

قیمت ماہانہ:- ۲/۵۰ روپے سالانہ:- ۲۵/ روپے
ممالک بیرون: ۱۵۰/ روپے

پبلشر: مبارک احمد خالد — پرنٹر: سید عبدالحئی — مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ — کتابت: شیخ عبدالماجد - محمود احمد

# آسمانِ احمدیت کا درخشندہ ستارہ ڈوب گیا

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے رفیق، احمدیت کے بطلِ جلیل، پاکستان کے عظیم فرزند، بین الاقوامی شہرت کے حامل عظیم سیاستدان، شہرۂ آفاق قانون دان، حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب یکم ستمبر ۱۹۸۵ء کو ترانوے ۹۳ سال کی عمر میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت چوہدری صاحب کو بلڈ پریشر اور ذیابیطس کا دیرینہ عارضہ تھا۔ ۲۴ جولائی ۸۵ء کو ان پر برونیکل نمونیہ کا شدید حملہ ہوا اور وہ کئی روز تک مسلسل بیہوش رہے۔ ۲۸ جولائی سے افاقہ ہونا شروع ہوا مگر نیم بے ہوشی، کمزوری کی کیفیت قائم رہی۔ ۲۹ جولائی کو مکمل طور پر ہوش میں آگئے۔ ۳۱ اگست کی رات کو ان پر بلڈ پریشر کا حملہ ہوا اور گردوں نے کام چھوڑ دیا۔ ہر ممکن تدابیر کے باوجود خدا کی تقدیر غالب آئی اور یکم ستمبر کو ۹ بجے صبح آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ اپنی بیٹی محترمہ امۃ الحئی صاحبہ کے ہاں ۹۳۔ خورشید عالم روڈ لاہور پر فروکش تھے۔

۲ ستمبر کو پولو گراؤنڈ لاہور میں مکرم حمید نصر اللہ خانصاحب نے جنازہ پڑھایا جس میں ۲۰ ہزار افراد شریک ہوئے۔ بعد ازاں جنازہ ربوہ لایا گیا۔ شام ۷ بجے حضرت مولانا محمد حسین صاحب رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ کی اقتداء میں ۵۰ ہزار احمدیوں نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور رات ۸½ بجے بہشتی مقبرہ قطعۂ خاص میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

ع آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

موتُ العالِمِ موتُ العالَمِ

# حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی بہشتی مقبرہ میں تدفین

ربوہ ۳ ستمبر۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رفیق اور چاروں خلفائے سلسلہ کے معتمد علیہ رفیق کار، عالمی برادری خصوصاً اسلامی ممالک میں پاکستان کا سر فخر سے بلند کرنیوالے قائد اعظم محمد علی جناح کے قریبی ساتھی تحریک آزادی کے دلیر سپاہی، مسلم لیگ کے سابق صدر اور احمدیت کے مایۂ ناز سپوت اور سلسلہ احمدیہ کی خاطر نمایاں نزین مالی، لسانی اور قلمی خدمات انجام دینے والے بزرگ اور تاریخ ساز وجود حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو ۳ ستمبر رات ۸½ بجے بہشتی مقبرہ میں واقع خصوصی چار دیواری میں جہاں دو خلفائے سلسلہ اور خاندان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے افراد مدفون ہیں نہایت عزت و احترام کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ ۹۳ سال کی عمر میں یکم ستمبر کو لاہور میں وفات پاگئے تھے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی لندن سے مرسلہ ہدایت کے مطابق حضرت مولوی محمد حسین صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے نماز جنازہ پڑھائی مقبرہ بہشتی میں تدفین مکمل ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے دعا کرائی۔ جنازہ و تدفین میں ملک کے کونے کونے سے آئے ہوئے لگ بھگ ۵۰ ہزار افراد نے شرکت کی۔

اگرچہ حضرت چوہدری صاحب دو سال سے بعض عوارض میں مبتلا تھے مگر مرض الموت کا آغاز وفات سے سوا مہینہ قبل ۲۴ جولائی ۱۹۸۵ء کو ہوا۔ جب آپ پر برونکیل نمونیہ کا حملہ ہوا۔ شدید کمزوری کی وجہ سے آپ ہفتہ عشرہ بیہوش رہے۔ بعد میں طبیعت میں کچھ بہتری آ گئی اور اس کے بعد صحت ایک حالت پر رک گئی یکم ستمبر کی صبح یکایک طبیعت بہت خراب ہوگئی بلڈ پریشر انتہائی گر گیا۔ چند روز سے بہت زیادہ پیشاب آ رہا تھا۔ جس کی وجہ سے جسم میں پانی کی شدید کمی DEHYDRATION ہو گئی آخر صبح پونے نو بجے آپ رحلت فرما کر رفیق اعلیٰ

سے جا ملے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی وفات کی اطلاع فوری طور پر لندن میں بذریعہ فون حضرت امام جماعت احمدیہ کو پہنچائی گئی اور حضور کے ارشاد کی روشنی میں تدفین کا جملہ پروگرام طے کیا گیا۔ حضرت چوہدری صاحب کے بھتیجے اور داماد محترم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع لاہور لندن گئے ہوئے تھے ان کو بھی فوری اطلاع دی گئی وہ ۲ ستمبر کو ۴½ بجے واپس لاہور آ گئے۔

یکم ستمبر کو دوپہر بارہ بجے کے قریب حضرت چوہدری صاحب مرحوم و مغفور کو غسل دیا گیا۔ غسل دینے کی سعادت حضرت چوہدری صاحب کے دو نواسوں مکرم محمد فضل حق صاحب اور مکرم مصطفےٰ نصر اللہ خان صاحب، معالج مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب کے علاوہ مکرم عبد المالک صاحب اور حضرت چوہدری صاحب کے خادم مکرم نصیب اللہ قمر صاحب نے حاصل کی۔

۲ ستمبر کی صبح ۶ بجے لاہور میں حضرت چوہدری صاحب کی رہائش گاہ ۹۳۔ خورشید عالم روڈ پر آپ کا آخری دیدار شروع ہوا جو رات گئے تک جاری رہا۔ ایک اندازے کے مطابق دو دنوں میں قریباً بارہ ہزار مردوں اور پانچ ہزار عورتوں نے آخری دیدار کیا۔

لاہور میں نماز جنازہ پولو گراؤنڈ چھاؤنی میں ادا کی گئی جس کے لیے حکام سے پہلے ہی اجازت حاصل کر لی گئی تھی۔ یہاں جنازہ محترم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب نے پڑھایا۔ ۲۰ ہزار افراد نے جنازہ پڑھا۔ اس میں لاہور کے علاوہ اطراف سے بہت سے شہروں سے آئے ہوئے معززین بھی جنازے میں　　شامل تھے
بہت بڑی تعداد میں غیر احمدی معززین بھی جنازے کے وقت موجود تھے۔

لاہور سے جنازہ ربوہ کیلئے دن کے ساڑھے گیارہ بجے روانہ ہوا اور ۲ بجے ربوہ پہنچا پولیس کا ایک موٹر سائیکل پائلٹ کرتا ہوا اور جنازے کے بسہولت گزرنے کیلئے علامتی سائرن بجاتا ہوا آگے آگے تھا۔ متعدد جگہوں پر جنازے کے احترام میں ٹریفک روک دی گئی۔ لاہور شہر میں سڑکوں کے آس پاس کئی جگہوں پر اہالیانِ لاہور اور اطراف سے آئے ہوئے لوگوں کی ٹولیاں جنازہ گزرنے کا نظارہ کرنے کیلئے کھڑی تھیں پاکستان کے اس قابلِ فخر فرزند کے لیے ان کی آنکھوں میں محبت و عقیدت کے دیپ جھلملا رہے تھے۔ جنازے کے جلوس میں ۳۰ گاڑیاں ۵ ویگنیں اور دو بسیں شامل تھیں اس کے علاوہ متعدد گاڑیاں وہ تھیں جو اس طے شدہ تعداد میں شامل نہ تھیں ان میں بیٹھے ہوئے احباب از خود جنازے کے ساتھ چل پڑے تھے۔

حضرت چوہدری صاحب کا جسدِ خاکی شفاء میڈیکو کی ایئرکنڈیشنڈ ایمبولینس میں تھا جس کا نمبر LHM 4194 تھا اس میں مکرم محمد فضل حق مصطفیٰ نصر اللہ اور نصیب اللہ قمر کے علاوہ شفاء میڈیکو کے چوہدری سمیع اللہ سوار تھے جو خود یہ ایمبولینس چلا کر لائے۔

ربوہ میں حضرت چوہدری صاحب مرحوم و مغفور کا جسدِ خاکی دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں رکھا گیا۔ جہاں اہلِ ربوہ اور دور و نزدیک کے شہروں سے آئے ہوئے احباب کی بہت بڑی تعداد آخری دیدار کے انتظار میں دور دور تک پھیلی ہوئی بہت لمبی قطاریں بنا کر پہلے سے موجود تھی۔ سخت گرمی اور دھوپ کے باوجود بچے بڑے جوان اور ایسے بوڑھے بھی جن سے ٹھیک طرح چلا بھی نہیں جاتا تھا احمدیت کے اس مایۂ ناز سپوت کی آخری جھلک دیکھنے کے لیے بے تاب تھے۔ پونے تین بجے سے کچھ پیشتر آپ کے آخری دیدار کا سلسلہ شروع ہوا جو ۶½ بجے تک جاری رہا۔ وقت کی تنگی کی وجہ سے لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد پھر بھی آخری دیدار سے محروم رہی۔ تاہم ایک اندازے کے مطابق قریباً ۱۵ ہزار افراد نے آخری دیدار کیا۔ آخری دیدار کیلئے بننے والی لائن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے نکل کر بیت المبارک کے ساتھ ہوتی ہوئی دارالضیافت جانے والی سڑک پر مڑ گئی تھی

وہاں سے یہ لائن دفتر لجنہ، جامعہ نصرت اور لڑکیوں کے ہائی سکول سے آگے گزرتی ہوئی چوک تک اور پھر اس کے پیچھے تک چلی گئی تھی اس طرح یہ لائن قریباً نصف میل لمبی تھی۔ شدید گرمی کی وجہ سے اس لائن کے ساتھ جابجا ٹھنڈے پانی کا انتظام کیا گیا تھا جس سے احباب کو بہت آرام ملا۔ ۶½ بجے دیدار کا سلسلہ ختم کیا گیا اور حضرت چوہدری صاحب مرحوم کا جسدِ خاکی تابوت میں بند کر کے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں زنانہ جلسہ گاہ کے میدان میں لے جایا گیا جہاں پر نمازِ جنازہ کیلئے سفید چونے سے لائنیں ڈالی گئی تھیں۔ یہ میدان نمازِ جنازہ پڑھنے والوں سے کھچاکھچ بھرا ہوا تھا۔ مائیک پر اعلان کیا گیا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کے ارشاد کے مطابق نمازِ جنازہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے رفیق محترم مولوی محمد حسین صاحب (سبز پگڑی والے) پڑھائیں گے۔ چنانچہ محترم مولوی صاحب موصوف نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

۷½ بجے جنازہ مقبرہ بہشتی لے جایا گیا جہاں حضور کے خصوصی ارشاد کے تحت حضرت چوہدری صاحب کا جسدِ خاکی بہشتی مقبرہ کی اندرونی چار دیواری میں لے جایا گیا

تدفین کے جملہ مراحل مکمل ہونے پر ۸½ بجے محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کرائی۔

حضرت چوہدری صاحب موصوف کے جنازہ اور تدفین میں شرکت کرنے اور چہرے کا دیدار کرنے کیلئے یوں تو ملک کے کونے کونے سے احباب آئے تھے تاہم ایک وفد برطانیہ سے بھی آیا جس میں محترم چوہدری انور احمد کاہلوں امیر جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ (امیر وفد) مکرم عطاء المجیب راشد مربی انچارج برطانیہ اور محترمہ سلمہ مبارکہ صاحبہ بیگم ڈاکٹر سعید احمد خان تشریف لائے۔

## قومی ذرائع ابلاغ پاکستان اور عالم اسلام کے

اس نامور فرزند کی وفات پر ملکی ذرائع ابلاغ، اخبارات ریڈیو اور ٹی وی نے عمومی طور پر اچھے ردعمل کا اظہار کیا۔ وفات کی تفصیلی خبر سبھی اخباروں اور ریڈیو۔ ٹی وی نے دی۔ صدر مملکت اور وزیراعظم کے علاوہ اہم شخصیات کے تعزیتی پیغامات شائع کئے اور حضرت چوہدری صاحب کے حالاتِ زندگی پر مشتمل خبریں، مضامین اور اداریے تحریر کئے۔ پولیس اور امن وامان قائم رکھنے والے اداروں نے بھی بھرپور تعاون کیا اور ملکی مشاہیر کی قدر افزائی کا معقول معیار قائم کیا۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاء

حضرت چوہدری صاحب کی علالت کے آخری دو سالوں میں اور خصوصاً آخری ڈیڑھ ماہ میں مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب نے دن رات ایک کر کے حضرت چوہدری صاحب کی خدمت کی انہوں نے نہایت توجہ اور وقت کی قربانی کر کے علاج کیا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے آمین۔ تدفین نمازِ جنازہ اور آخری دیدار کی ویڈیو فلم مرکز ربوہ اور لاہور کی جماعت نے علیحدہ علیحدہ تیار کی۔

## اہم شخصیات کا اظہار تعزیت

لاہور میں حضرت چوہدری صاحب کی وفات کی خبر سن کر شہر کی بے شمار اہم شخصیات تعزیت کے لیے آئیں اور چہرہ کی زیارت کی۔ ان میں سے چند نام یہ ہیں:۔

اردن کے سفیر میجر جنرل حج حسن اردن کے شاہ حسین کا تعزیتی پیغام لائے۔ بھارت کے قائمقام سفیر مسٹر ششلک اور ان کی بیگم صاحبہ بھارتی وزیراعظم مسٹر راجیو گاندھی کا تعزیتی پیغام لائے۔ ان کے علاوہ گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی۔ کور کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل ایم اسلم شاہ۔ سٹیشن کمانڈر لاہور کینٹ لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس جاوید اقبال۔ ہائی کورٹ لاہور کے سابق چیف جسٹس مسٹر جسٹس شمیم حسین قادری۔ سابق وفاقی وزیر قانون ایس۔ ایم ظفر۔ پنجاب کے دو سابق وزرائے اعلیٰ ملک معراج خالد اور محمد حنیف رامے معہ بیگم صاحبہ۔ پنجاب کے سابق آئی جی راؤ عبدالرشید۔ لاہور ہائی کورٹ بار کے صدر ملک سعید حسن۔ سابق صدر بار افضل حیدر

(باقی ص۹ پر)

# کامرانیوں سے معمور زندگی

## ایک مختصر خاکہ

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ۶ ر فروری ۱۸۹۳ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے والدین نے ظفر اللہ نام رکھا بعد میں جب حضرت چوہدری صاحب انگلستان تشریف لے گئے تو آپ کے ایک دوست قاضی ظہور حسین صاحب نے وزٹنگ کارڈ چھپواتے ہوئے آپ کے نام کے ساتھ "محمد" کے بابرکت لفظ کا اضافہ کر دیا جسے چوہدری صاحب نے نہایت محبت وعقیدت کے ساتھ ساری عمر نام کا جزو بنائے رکھا۔ آپ کے والد محترم کا نام چوہدری نصر اللہ خان صاحب تھا جو سیالکوٹ کے نامور اور مشہور وکیل تھے آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی حضرت حسین بی بی صاحبہ تھا جو نہایت خدا رسیدہ شخصیت تھیں۔

گیارہ سال کی عمر میں ۱۹۰۴ء میں آپ کو پہلی بار حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ۱۹۰۷ء میں آپ حضرت بانی سلسلہ کی دستی بیعت کے شرف سے مشرف ہوئے اور رفقائے بانی سلسلہ میں شمولیت کا بلند مرتبہ حاصل کیا۔ ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں حاصل کی۔ میٹرک کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور یہیں سے پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کرنے کے بعد عازم برطانیہ ہوئے جہاں آپ کنگز کالج لندن میں داخل ہوئے اور لنکنز اِن سے قانون کا اعلیٰ امتحان بار ایٹ لاء پاس کیا۔

۱۹۱۴ء میں وطن واپسی کے بعد آپ نے قانون کی پریکٹس شروع کی اور جلد ہی آپ کی خداداد صلاحیتوں کے طفیل آپ کا شمار متحدہ ہندوستان کے قابل ترین وکلاء میں ہونے لگا۔ ۱۹۲۶ء میں آپ نے لیجسلیٹو کونسل پنجاب (قانون ساز اسمبلی) کا انتخاب لڑا اور کامیاب ہو کر پنجاب کونسل کے رکن بن گئے۔ نو سال بعد ۱۹۳۴ء میں آپ ہندوستان کے گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن مقرر کئے گئے۔ یہ متحدہ ہندوستان کی مرکزی کابینہ شمار ہوتی تھی۔ اس عہدے پر آپ نے ہندوستان کے مسلمانوں کی بہتری کے لیے گراں بہا خدمات سرانجام دیں اور آزادیٔ وطن کے اہم مراحل میں حصہ لیا۔ ۱۹۳۱ء میں آپ آل انڈیا

مسلم لیگ کے صدر مقرر ہوئے اور اس کے سالانہ جلسہ منعقدہ نئی دہلی کی صدارت کی اور ایک فاضلانہ خطبۂ صدارت پڑھا۔ آپ نے ۱۹۳۰ء تا ۱۹۳۳ء منعقد ہونے والی تینوں گول میز کانفرنسوں میں بھی حصہ لیا اور اس کے نہایت سرگرم رکن کی حیثیت سے کام کرتے رہے جس کے نتیجہ میں پہلی بار آپ کو متحدہ ہندوستان کی ملکی سطح کا لیڈر اور مدبر تسلیم کیا گیا۔ اخبارات نے آپ کی کارکردگی پر فاضلانہ مقالے لکھے۔ اور وطن واپسی پر آپ کا استقبال کرنے کے لیے اہم لیڈر ریلوے سٹیشن جاتے رہے اور آپ کو گول میز کانفرنس کا کامیاب ترین نمائندہ قرار دیا گیا۔ یہ گول میز کانفرنس ہندوستان کی تحریک آزادی کا نہایت اہم موڑ ہے۔

۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۷ء تک آپ متحدہ ہندوستان کی سپریم کورٹ جس کا نام اس وقت فیڈرل کورٹ تھا کے جج رہے۔ اس دوران آپ نے کچھ عرصہ کے لیے چین میں ہندوستان کے سفیر کی حیثیت سے کام کیا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ نے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی ہدایت پر پنجاب کی سرحدوں کا تعین کرنے والے پنجاب باؤنڈری کمیشن کے روبرو مسلم لیگ کا کیس نہایت قابلیت کے ساتھ پیش کیا۔ اس کے بعد جناب قائداعظم نے آپ کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا۔ آپ اس عہدے پر سات سال تک فائز رہے۔ اس عرصہ میں کئی وزارتیں بدلیں۔ مگر آپ کی زبردست صلاحیتوں کے اعتراف میں وزیراعظم کے بعد سب سے اہم یہ عہدہ آپ ہی کے پاس رہا۔ اس دوران آپ نے عالمی ادارے اقوام متحدہ میں پاکستان کی قیادت بھی کی۔ اور اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل میں کئی یادگار تقاریر کیں۔ آپ کی اہم کامیابیوں میں یہ بات شامل ہے کہ آپ نے کشمیر کے مسئلہ پر بھارت کو ملزم قرار دلوایا۔ حالانکہ بھارت نے خود اقوام متحدہ سے شکایت کی تھی کہ پاکستان نے اس پر حملہ کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے مسلم ممالک کی گراں قدر خدمات سرانجام دیتے ہوئے فلسطین کے مسئلہ پر اسرائیل کے خلاف زبردست مہم چلائی اور دنیا بھر کو فلسطینیوں کی مظلومیت اور اسرائیل کے ظلم و ستم سے آگاہ کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے شمالی افریقہ کے مسلم ممالک لیبیا۔ تونس۔ مراکش اور الجزائر کی آزادی کے سلسلہ میں اہم ترین خدمات انجام دیں۔ آج بھی عرب ممالک میں چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کا نام عقیدت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ چنانچہ چوہدری صاحب کی آخری علالت کے دنوں میں اردن، مراکش، شام کے سربراہان مملکت اور سعودی عرب کے سفیر نے آپ کی عیادت کے پیغامات ارسال کئے۔

۱۹۵۴ء میں آپ ہیگ (ہالینڈ) میں واقع عالمی عدالت انصاف کے جج مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۴ء تک آپ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب رہے۔ اس دوران ۱۹۶۲ء۔ ۱۹۶۳ء

ہیں آپ جنرل اسمبلی کے سترہویں اجلاس کے صدر بھی مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۴ء میں آپ دوبارہ عالمی عدالت انصاف میں جج مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۷۰ء میں اس کے صدر کے منصب جلیل پر فائز ہوئے۔ آپ اس وقت مسلمان ممالک اور ایشیائی ممالک کے پہلے فرد تھے۔ جو اس اعلیٰ ترین عہدے پر پہنچے تھے۔ ۱۹۷۳ء میں جبکہ اس عہدے پر آپ کا دوبارہ تقرر یقینی ہو گیا تھا۔ آپ اپنے رب کی طرف سے خواب میں ایک اشارہ پانے پر ہر قسم کے دنیاوی کاروبار سے اچانک اور یکسر دستکش ہو گئے اور اپنی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں جماعت احمدیہ کی خدمت میں صرف کرنا شروع کر دیں اس مقصد کے لیے آپ لندن میں ایک فلیٹ میں فروکش ہو گئے اور جماعت کی خدمت کے لیے تراجم اور تالیف و تصنیف کا اہم کام شروع کر دیا یہ سلسلہ دس سال جاری رہا اور ۱۹۸۳ء میں آپ خرابیٔ صحت کی بناء پر لاہور آ گئے اور اپنے داماد چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع لاہور کے ہاں قیام پذیر ہو گئے۔

## بقیہ:۔ از ص۶

ایم آر ڈی لاہور کے کنوینر جہانگیر بدر، ممتاز صحافی میاں محمد شفیع (م ۔ ش)، پاک چین دوستی کی انجمن کے صدر ممتاز احمد خان۔ صدر کے مشیر محمود علی۔ نصیر اے شیخ۔ پروفیسر محمد عثمان اور نصیر احمد ملہی وغیرہ۔

سابق گورنر سندھ بیگم رعنا لیاقت علی خان جو کراچی میں علیل ہیں انہوں نے بذریعہ ٹیلی فون اظہار تعزیت کیا۔ پاکستان ٹورازم ڈیویلپمنٹ کارپوریشن کی چیئرمین بیگم وقار النساء نون بھی تشریف لائیں۔

اس کے علاوہ سینیٹرز، ایم این اے ایم پی اے صاحبان سمیت شہر کے سماجی حلقوں سے معروف غیر از جماعت احباب نے سینکڑوں کی تعداد میں تشریف لا کر تعزیت کا اظہار کیا۔

# میں اُس وقت سے احمدی ہوں

## جب حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کے چہرۂ مبارک پر میری پہلی نظر پڑی

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مرحوم کے قبول احمدیت کا قابل رشک واقعہ

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مرحوم ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا روئے مبارک دیکھ کر ہی آپ کی صداقت کا یقین کر لیا تھا اور اس پہلی نظر سے آج تک کسی قسم کے شک نے راہ نہیں پائی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"شروع ستمبر ۱۹۰۴ء میں میرے والد صاحب مجھے اپنے ہمراہ لاہور لے گئے حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) ان دنوں لاہور ہی میں تشریف رکھتے تھے۔ ۳ ستمبر کے روز ان کا لیکچر میلا رام کے منڈوے میں ہوا (یہ لیکچر موسوم بہ "لیکچر لاہور" حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا تھا) والد صاحب مجھے بھی اپنے ہمراہ وہاں لے گئے میری عمر اس وقت ساڑھے گیارہ سال کی تھی لیکن وہ منظر مجھے خوب یاد ہے مجھے سٹیج پر حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) کی کرسی کے قریب ہی جگہ مل گئی اور میں قریباً آپ ہی کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھتا رہا۔ گو معلوم ہوتا ہے کہ میں نے لیکچر بھی توجہ سے سنا ہوگا یا کم سے کم بعد میں توجہ سے پڑھا ہوگا کیونکہ اس لیکچر کے بعض حصے اس وقت سے مجھے اب تک یاد ہیں، لیکن میری توجہ زیادہ تر (حضور) کے چہرۂ مبارک کی طرف رہی۔ آپ ایک آرام کرسی پر تشریف فرما تھے اور ایک

سفید رومال آپ کے ہاتھ میں تھا جو اکثر وقت آپ کے چہرۂ مبارک کے نچلے حصہ پر رکھا رہا۔

میرے دل میں اس وقت کسی قسم کے عقائد کی تنقید نہیں تھی جو اثر بھی میرے دل پر اس وقت ہوا وہ یہی تھا کہ یہ شخص صادق ہے اور جو کچھ کہتا ہے وہ سچ ہے۔ اور ایک محبت میرے دل میں آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈال دی گئی کہ وہی میرے لیے حضور کی صداقت کی اصل دلیل ہے۔ میں گو اس وقت بچہ ہی تھا لیکن اس وقت سے لے کر اب تک مجھے کسی وقت بھی دلیل کی ضرورت نہیں پڑی۔

بعد میں متواتر ایسے واقعات رونما ہوتے رہے ہیں جو میرے ایمان کی مضبوطی کا باعث ہوئے لیکن میں نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو آپ کا چہرۂ مبارک دیکھ کر ہی مانا تھا اور وہی اثر اب تک میرے لیے حضور کے دعاوی کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت ہے اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کے دن سے ہی احمدی ہوں"۔

(رفقائے احمد جلد ۱۱ صفحہ ۵۰)

حضرت چوہدری صاحب کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی دستی بیعت کا شرف ۱۹۰۷ء میں حاصل ہوا۔ آپ کے والدین اکتوبر ۱۹۰۴ء میں حضور کے سفر سیالکوٹ کے دوران الگ الگ بیعت کر چکے تھے اور چوہدری صاحب ہر دو مواقع پر والدین کے ہمراہ تھے۔ لیکن ابھی آپ نے باقاعدہ بیعت نہیں کی تھی۔ اس کی تحریک حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب بھیروی (امام جماعت احمدیہ) نے کی۔ انہوں نے آپ کے والد صاحب کو تحریر فرمایا کہ اب آپ اپنے بیٹے کی بیعت بھی کرا دیں۔ آپ نے بھی وہ خط پڑھ لیا۔ ستمبر ۱۹۰۷ء میں آپ کے والد صاحب آپ کو لے کر قادیان تشریف لے گئے۔ حضرت چوہدری صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضور ......... صبح سیر کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس وقت بھی خدام کو حضور کی خدمت میں حاضر رہنے اور حضور کے کلمات طیبہ سے

میرے دل نے گواہی دی کہ یہ شخص صادق ہے

مستفید ہونے کا موقع میسر آجاتا تھا پھر ظہر اور عصر کی نمازوں کے بعد بھی حضور کچھ وقت کے لیے بیت المبارک میں تشریف فرما رہتے تھے۔ اس وقت بیعت بھی ہو جاتی تھی۔ میں نے ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو بعد نماز ظہر بیت المبارک میں حضور کی خدمت میں گزارش کی کہ میری بیعت قبول فرمائی جائے۔ حضور نے اجازت بخشی اور میں حضور کے دست مبارک پر بیعت ہوا۔"

(تحدیث نعمت ص۸)

## محترم قریشی محمد اسلم صاحب نے راہ مولا میں جان فدا کر دی

محترم قریشی محمد اسلم صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم ٹرینیڈاڈ کو تین نامعلوم افراد نے ۱۰ اگست ۸۵ء کو پستول سے فائر کر کے ہلاک کر دیا۔ انکی عمر ۴۶ سال تھی۔

محترم قریشی صاحب ۸ نومبر ۱۹۳۹ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں آپ نے زندگی خدمت دین کیلئے وقف کر دی۔ آپ ۲۲ سال سے خدمات سلسلہ بجا لا رہے تھے۔ آپ کو ماریشس، ٹرینیڈاڈ اور گی آنا میں دعوت الی اللہ کی توفیق ملی اور گزشتہ تین سال سے ٹرینیڈاڈ میں ہی تھے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین)

# ہزار سال کے بڑے آدمی اس پر رشک کرتے رہینگے

حضرت مصلح موعود نے ۲۲ مئی ۱۹۵۵ء کو تحریر فرمایا:۔

"سالہا سال کی بات ہے۔ میں نے خواب دیکھی تھی اور وہ اخبار میں کئی دفعہ چھپ بھی چکی ہے۔ میں نے دیکھا کہ میں کرسی پر بیٹھا ہوں اور سامنے ایک بڑا قالین ہے اور اس قالین پر عزیزم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب عزیزم چوہدری محمد عبد اللہ خان صاحب اور عزیزم چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ سر ان کے میری طرف ہیں اور پاؤں دوسری طرف ہیں اور سینہ کے بل لیٹے ہوئے ہیں اور میں دل میں کہتا ہوں کہ یہ تینوں میرے بیٹے ہیں۔

عزیزم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ساری عمر دین کی خدمت میں لگائی ہے اور اس طرح میرا بیٹا ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ میری بیماری کے موقعہ پر تو اللہ تعالیٰ نے (نہ) صرف ان کو اپنے بیٹا ہونے کو ثابت کرنے کا موقع دیا بلکہ میرے لیے فرشتہ رحمت بنا دیا وہ میری محبت میں یورپ سے چل کر کراچی آئے اور میرے ساتھ چلنے اور میری صحت کا خیال رکھنے کے ارادہ سے آئے۔ چنانچہ ان کی وجہ سے سفر بہت اچھی طرح کٹا اور بہت سی باتوں میں آرام رہا۔ آخر کوئی انسان پندرہ بیس سال پہلے تین نوجوانوں کے متعلق اپنے پاس سے کس طرح ایسی خبر دے سکتا تھا دنیا کا کونسا ایسا مذہبی انسان ہے جس کے ساتھ محض مذہبی تعلق کی وجہ سے کسی شخص نے جو اتنی بڑی پوزیشن رکھتا ہو جو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رکھتے ہیں اس اخلاص کا ثبوت دیا ہو کیا

یہ نشان نہیں ؟

مخالف ........ گالیاں تو مجھے دیتے ہیں ۔ مگر کیا وہ اس قسم کے نشان کی مثال بھی پیش کر سکتے ہیں کیا کسی مخالف اور پیر نے ۲۰ سال پہلے کسی نوجوان کے متعلق ایسی خبر دی اور بیس سال تک وہ خبر پوری ہوتی رہی اور کیا کسی ایسے مولوی اور پیر کی خدمت کا موقع خدا تعالیٰ نے کسی ایسے شخص کو دیا جو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی پوزیشن رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمت کو بغیر معاوضہ کے نہیں چھوڑے گا اور ان کی محبت کو قبول کریگا اور اس دنیا اور اگلی دنیا میں اس کا ایسا معاوضہ دے گا کہ پچھلے ہزار سال کے بڑے آدمی اس پر رشک کریں گے ۔ کیونکہ وہ خدا شکور ہے اور کسی کا احسان نہیں اُٹھاتا۔"

(الفضل ۲۹ رمئی ۱۹۵۵ء)

## درخواستِ دعا

خاکسار کے ہم زلف محترم سید سید احمد صاحب ناصر ابن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ایک عرصہ سے دل کی تکلیف میں مبتلا ہیں آجکل ان کی طبیعت زیادہ خراب ہے۔

احباب جماعت سے ان کی صحتِ کاملہ وعاجلہ کے لئے دلی دعا کی درخواست ہے۔

(مرزا فرید احمد)

# بلند پروازی

(جناب شمشاد احمد قمر)

ٹھہر جا اے دل مضطر نہ گھبرا ان ہواؤں سے
کبھی اُونچا اُڑانے میں تجھے یہ کام آئیں گی

نصیب دشمناں محرومیاں ناکامیاں ہیں بس
جدھر سے آئیں شر انگیزیاں پھر لوٹ جائیں گی

بھلا ہے کوئی ؟ جو ٹالے مرے آقا کے حکموں کو
لہو کی سُرخیاں پھر رنگ لائیں گی

کوئی برسائے جتنے چاہے ظلم و ستم کے پتھر
مگر طوفاں میں بھی یہ مشعلیں جلتی ہی جائیں گی

نہیں ہے پاس رکھوالا جو گلشن کا تو کیا غم ہے
ہمیشہ بُلبلیں گلشن میں آکر چہچہائیں گی

دوا کا کام دیتے ہیں جہاں میں یہ حوادث بھی
یہی گھڑیاں سبق نیکی کے پھر دُہرا کے جائیں گی

قمر پرواہ نہیں کچھ بھی تلاطم خیز موجوں کی
یہ سر ٹکرا کے ساحل سے بالآخر لوٹ جائیں گی

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان تحریر فرماتے ہیں :-

۹ر نومبر ۱۹۶۵ء کی شام کو نجی میں پبلک جلسہ تھا۔ اسی سہ پہر ربوہ سے بذریعہ تار خبر ملی کہ حضرت مصلح موعود کی بیماری تشویشناک صورت اختیار کر گئی ہے۔ یہ معلوم ہوتے ہی ہوائی کمپنی کے دفتر میں گیا اور وہاں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مجھے ربوہ پہنچنے کے لیے تین دن درکار ہوں گے۔ وہاں سے میں احمدیہ مشن ہاؤس گیا تاکہ شیخ عبدالواحد صاحب اور احباب کے ساتھ مشورہ کر کے اپنا پروگرام طے کروں۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضور کے وصال کی اطلاع آچکی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شیخ صاحب تو مارے غم و اندوہ کے حواس باختہ ہو رہے تھے۔ جو کچھ میں تجویز کرتا گیا وہ سر کے اشارے سے رضامندی ظاہر کرتے گئے۔ بعد مشورہ طے پایا کہ چونکہ میں ربوہ کسی صورت جنازے میں شامل ہونے یا امام کے انتخاب میں شریک ہونے کیلئے بر وقت نہیں پہنچ سکتا اس لیے سفر کے پروگرام میں کوئی تبدیلی کرنا عبث ہوگا اس کے علاوہ آخری وقت پر شام کے جلسے کی منسوخی بھی مناسب نہیں۔ شیخ صاحب کی حالت ایسی نہ

تھی کہ وہ جلسے میں شامل ہو سکتے۔ اور جزائر کی جماعتوں کو اطلاع کرنے اور ان کے استفسارات کا جواب دینے کے لیے بھی مشن ہاؤس میں انکی موجودگی لازم تھی۔ اگرچہ میری اپنی حالت بھی ایسی تھی کہ طبیعت پر ضبط دشوار ہو رہا تھا لیکن جلسہ میں میری حاضری ضروری تھی اس لیے میں جلد تیار ہو کر بروقت جلسہ میں پہنچ گیا اور خود ہی قرأت سورۃ فاتحہ کے بعد اس سانحہ کا اعلان کر کے اور اس کے پیش نظر جناب صدر سے اجازت چاہی کہ جلسے کی کارروائی میری تقریر تک محدود رہے اور ابتدائی تعارفی تقریر اور آخری صدارتی تقریر اور نظم کا پڑھنا ترک کر دیا جائے۔

جناب صدر نے بلا تامل اسی کے مطابق جلسے کی کارروائی سرانجام دی۔ میرے لیے اس موقعہ پر تقریر کا نبھانا بہت مشکل امر تھا لیکن جیسے بن پڑا جو مضمون ذہن میں تھا اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے بیان کیا گیا۔

وہ رات میرے لیے سخت کرب کی رات تھی۔

پچھلے پہر میں نے ایک خواب دیکھا جس کی واضح تعبیر تھی کہ نئے امام کا انتخاب ہو گیا ہے۔ منتخب ہونے والے امام کی عمر ۵۶ سال ہے اور انکی طبیعت میں بہت رُشد، حیا اور حلم ہے۔ صبح ہونے پر میں نے موجود احباب سے یہ ذکر کر کے اپنا اندازہ بیان کیا کہ صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب امام منتخب ہوئے ہیں۔ حضور کی عمر کے متعلق صرف میرا اندازہ تھا کہ ۵۶ سال ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آپ کی ولادت ۱۹۰۹ء کی ہے یعنی آپ کی عمر انتخاب کے وقت پورے ۵۶ سال تھی۔ ۱۱ر نومبر کی سہ پہر کو میری روانگی نانڈی کے مطار سے تھی۔ احباب سے رخصت ہو کر جب میں ہوائی جہاز میں بیٹھ گیا اور پرواز شروع ہوئی تو دل مچلا اور گویا جذبات نے اعلان کر دیا کہ اب تک تو ہمیں ضبط کی زنجیر میں جکڑے رکھنا مصلحت کا مطالبہ تھا لیکن اب اگر ہمیں رخصت نہ دی گئی تو ہمیں طوفان کی شکل میں خروج کرنا ہو گا۔ اب پھر قرین مصلحت یہی تھا کہ دل اور آنکھوں کو خاموش اظہار کی اجازت دیدی جائے تا جذبات کا سمندر یک لخت تلاطم میں نہ آئے۔

آک لینڈ تک چار گھنٹے کا سفر تھا۔ پچھلے ساٹھ سال کا عرصہ سینما کی تصویر بن کر آہستہ آہستہ میری نظروں سے گذرنے لگا۔ مجھے ستمبر ۱۹۰۴ء میں پہلی بار حضور کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔ میں شہر سیالکوٹ کے اس مقام کی نشاندہی کر سکتا ہوں جہاں میری آنکھوں نے پہلی بار وہ جلوۂ نور مشاہدہ کیا۔ حضور کی عمر اس وقت پندرہ سال اور آٹھ ماہ تھی۔ میں حضور سے چار سال چھوٹا ہوں۔ اگر مجھے فن مصوری میں کچھ درک ہوتا تو میں اس وقت کی حضور کی نہایت صحیح شبیہہ اتار سکتا۔ میرے دل میں وہ شبیہہ پوری طرح محفوظ ہے۔ اس وقت حضور سرخ رنگ کی ترکی کلاہ پہنے تھے۔ عمامہ پہننا حضور نے کچھ عرصہ بعد شروع کیا تھا۔ اس کے بعد سالانہ جلسے کے موقعہ پر اور ستمبر کے مہینے میں ہر سال زیارت کے مواقع نصیب ہوتے تھے، لیکن ابھی ذاتی

شناسائی کی سعادت حاصل نہیں ہوئی تھی حضرت بانی سلسلہ کے آخری قیام لاہور کے دوران میں بھی صاحبزادہ صاحب کی زیارت کے مواقع نصیب ہوتے رہے لیکن باوجود اس کے کہ میرے دوستانہ مراسم شیخ محمد تیمور صاحب اور چودھری فتح محمد سیال صاحب کے ساتھ قائم ہو چکے تھے اور یہ دونوں اصحاب صاحبزادہ محمود احمد صاحب کے حلقہ احباب میں شامل تھے مجھے کبھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ انکی وساطت سے باریابی کی کوشش کرتا۔ حجاب مانع تھا۔ "دیکھنا بھی تو انہیں دور سے دیکھا کرنا" ہی کی کیفیت رہی۔

۱۹۱۰ء میں جب صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے تو میرے ان کے ساتھ گہرے دوستانہ مراسم قائم ہو گئے۔ اس کے بعد جب کبھی میں قادیان جاتا تو صاحبزادہ صاحب مجھے اپنے ہاں مہمان ٹھہراتے۔ جب میں آخر اگست ۱۹۱۱ء میں حضرت مولانا نورالدین صاحب امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں انگلستان کے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے حاضر ہوا تو اس موقعہ پر صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے فرمایا کہ صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب سے بھی رخصت ہوتے جاؤ۔ چنانچہ ان کی وساطت سے اجازت ملنے پر میں نے پہلی بار حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کی خدمت میں باریابی کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے ازراہ شفقت چند نصائح فرمائیں اور ارشاد فرمایا کبھی کبھی خط لکھتے رہیں۔ خاکسار گاہے گاہے

تعمیل ارشاد میں چند سطریں خدمت عالی میں ارسال کرتا۔ حضور مشفقانہ ارشادات سے نوازتے۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب امام جماعت احمدیہ کے وصال پر بیعت کا تحریری عہد تو خاکسار نے حضرت مصلح موعود کی خدمت میں انگلستان سے ہی پیش کر دیا۔ شروع نومبر ۱۴ء میں وطن واپسی پر خاکسار سیالکوٹ میں اپنے والدین کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے قادیان حاضر ہوا اور حضور کے دست مبارک پر بیعت سے فیضیاب ہوا۔ اسی وقت سے حضور نے خاکسار کی تربیت اپنے مبارک ہاتھوں میں لے لی۔

شروع ۱۹۱۵ء میں (غالباً مارچ کا مہینہ تھا) حضور نے ارشاد فرمایا ایسٹر کی تعطیلات میں جماعت احمدیہ دہلی کا جلسہ قرار پایا ہے اس میں اردو، عربی، انگریزی میں تقریریں ہونگی اور سوال وجواب بھی ہوں گے۔ ہم چاہتے ہیں تم اس جلسے میں ضرورت مذہب پر انگریزی میں تقریر کرو۔ خاکسار نے کچھ پریشانی کے عالم میں عرض کی حضور خاکسار تو اس میدان میں محض نابلد ہے فرمایا ہم نوٹ لکھوا دیتے ہیں ان پر غور کر کے مضمون پھیلا لینا ہم دعا بھی کریں گے۔ انشاء اللہ کوئی دقت نہیں ہوگی۔ چنانچہ بفضل اللہ ایسا ہی ہوا فالحمد للہ۔ آئندہ کے لیے یہ طریق دستور ہو گیا۔ حضور تو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اپنے دور کے استاد تھے ہی حضور نے ازراہ صد نوازش والطاف خاکسار کو اپنی خاص شاگردی کا فخر عطا فرمایا۔ اور دن بدن حضور کی توجہ اور شفقت میں اضافہ ہوتا گیا۔

اگست ۱۹۱۶ء میں خاکسار سیالکوٹ سے نقل مکان کر کے انڈین کیسنر کے نائب ایڈیٹر کی حیثیت سے لاہور آگیا۔ ابھی لاہور چیف کورٹ میں پریکٹس شروع کرنے کا منصوبہ بھی ذہن میں نہیں آیا تھا کہ آخر نومبر میں حضور کا ارشاد موصول ہوا کہ پٹنہ ہائی کورٹ میں مونگھیر کے خانہ خدا سے متعلق تنازعہ کی اپیل زیر سماعت آنے والی ہے اس کی پیروی کے لیے جاؤ۔ کسقدر بھروسہ تھا آپ کو اپنے رب کی قدرتوں اور اس کی عنایات پر جو کہ ان فرائض کی سرانجام دہی کے لیے جو اس ذات باری نے آپ کے ذمے عائد کئے تھے اگر آپ بظاہر ایک کند آلے کا بھی انتخاب کرلیں گے تو وہ قوی اور غالب حکمت کا مالک آقا اس کند آلے کو حریفوں کے مقابلے میں تیز کردیگا چنانچہ اس بار بھی اور بارہا نمایاں طور پر ایسا ہی ہوا فالحمد للہ ......

ایسا ہی مدراس ہائی کورٹ میں مسٹر سی مدہون نائر گورنمنٹ پلیڈر کے مقابلے میں جو بعد میں گورنمنٹ ایڈووکیٹ، جج ہائی کورٹ اور پھر لندن میں پریوی کونسل کے جج ہوئے۔ امرتسر میں ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور جناب مولانا ثناء اللہ صاحب مختار خاص مدعیہ کے مقابلے میں پنجاب چیف کورٹ میں حضور کے اور حضور کے برادران کے ایک نجی دیوانی مقدمے میں جس کا گہرا سیاسی اثر جماعت کے مفاد پر پڑتا تھا۔ جناب لالہ سیتارام جیسے کہنہ مشق وکیل کے مقابلے میں حضور نے خاکسار ہی کا انتخاب فرمایا۔ اس آخری اپیل

کی پیروی کے لیے حضور کی خدمت میں بہت سے احباب نے مخلصانہ مشورہ پیش کیا کہ معاملے کی نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر جناب میاں محمد شفیع صاحب یا مسٹر پیٹمین کو وکیل کیا جائے، لیکن حضور نے فرمایا جو کام محبت اور اخلاص کر سکتے ہیں وہ محض لیاقت نہیں کر سکتی۔ اور حضور نے ان لائق اور آزمودہ کار اصحاب میں سے کسی ایک کی بجائے اپنے کودک نادان کا انتخاب ہی برقرار رکھا۔ فداہ ابی وامی۔

مدراس ہائی کورٹ میں پیشی کے وقت میری عمر ۲۸، ۲۹ سال تھی لیکن باقی سب مندرجہ بالا مقدمات کی پیروی ایسے وقت میں میرے سپرد کی گئی جب میں ابھی ۲۵ سال کی عمر کو نہیں پہنچا تھا۔ نومبر ۱۹۱۷ء میں مسٹر مانٹیگیو وزیر ہند برصغیر کے آئندہ دستور کے متعلق رائے عامہ کا اندازہ کرنے کے لیے دلی تشریف لائے اور بشمول وائسرائے ہند لارڈ چیمسفورڈ مختلف طبقات کے نمائندگان کے اظہار رائے کی سماعت کی جماعت احمدیہ کی طرف سے جو ایڈریس حضرت مصلح موعود نے رقم فرمایا اس کا انگریزی ترجمہ خاکسار کے سپرد ہوا اور جماعت کے وفد کے پیش ہونے پر خاکسار نے پڑھ کر سنایا۔ حضور کی علیحدہ ملاقات وزیر ہند سے ہوئی اس موقعہ پر ترجمانی کی خدمت سرانجام دینے کے لیے حضور نے خاکسار کا انتخاب فرمایا۔ خاکسار کو سیاسی امور میں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی اور انتخابات سے طبیعت گریز کرتی تھی۔ حضور نے اپنے ارشاد کے ماتحت اس میدان میں داخل کیا جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔ غرض

# میری زبان
# ظفر اللہ خان

حضرت بھائی عبد الرحمان صاحب انگلستان سے شیخ عبد الحمید صاحب لاہور امیر جماعت احمدیہ کے نام اپنے خط میں لکھتے ہیں :۔

"آپ لوگوں کو مبارک ہو کہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے اس سلسلہ (دعوت الی اللہ) میں بہت بڑا کام کیا ہے اور خدا کے حضور بڑے انعامات کے وارث ہوئے ہیں۔ حتی کہ حضرت مصلح موعود نے ایک مجمع میں ان کو میری زبان کر کے بھی پکارا تھا۔ بہت ہی قابلِ رشک بزرگ ہیں۔ لوگ ولیوں کو کمبلوں اور گودڑیوں میں تلاش کیا کرتے ہیں مگر یہ بے نظیر انسان اس انگریزی لباس میں چھپے رستم اور کھلے ولی اللہ ہیں ----- آپ کو مبارکباد اس لیے دی ہے کہ وہ آپ کی جماعت کے امیر کی حیثیت سے لاہور کی جماعت کے لیے مجسم درخواست دعا کا کام کر رہے ہیں۔

(الفضل ۸ نومبر ۱۹۲۴ء)

ہر مرحلے پر ہدایت اور راہنمائی فرمائی۔

جیسے جیسے ہر مرحلہ میری نظر سے گذرتا گیا میرا یہ احساس تیز تر ہوتا گیا کہ میں کسقدر خوش قسمت تھا کہ حضور کی توجہ اور شفقت کا پیہم مورد رہا۔ میں نے مرغ بے جان کی طرح اپنے آپ کو حضور کے ہاتھ میں دیدیا اور حضور ہر لحظہ ماں باپ سے بڑھکر مشفق مربی رہے۔ میں نے اپنے متعلق اتنی فکر نہیں کی جتنی حضور میرے متعلق کرتے رہے۔ انگلینڈ پہنچنے تک میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ میں اپنے پروگرام کے مطابق ہی پاکستان پہنچوں گا جلدی نہیں کروں گا جس سے میری غرض زیادہ تر یہ تھی کہ اتنے عرصے میں میرے جذبات اور میری طبیعت قابو میں آجائے۔ پاکستان پہنچنے پر اول تو مجھے کچھ حوصلہ ہوا کہ میں طبیعت پر ضبط قائم رکھ سکوں گا، لیکن یہ احساس فریب ثابت ہوا۔ حضور کے وصال کو آج چھ سال ہونے کو آئے ہیں لیکن میری طبیعت کی وہی کیفیت ہے۔ (تحدیث نعمت)

FOUNDED BY QUAID-I-AZAM MOHAMMAD ALI JINNAH

DAWN

**Vol. XLIV 219 Karachi, Ziqa'ad 24, 1405 Monday, August 12, 1985
14 pages (including 4 extra Sports/Colour pages Rs. 2.00)

# Moroccan King's concern for Zafrullah

**Dawn Lahore Bureau**

**LAHORE, Aug 11:** King Hassan II of Morocco in a telegram to the family of Ch. Mohammad Zafarullah Khan, has said that the ailing elder statesman is a great *mujahid*, a faithful Muslim, a brilliant diplomat, an eloquent orator and a greatly loved and admired international personality.

Arab countries, especially Morocco and Tunisia will always remember him with love, pride and gratitude, for his brilliant advocacy of their cause at the United Nations.

King Hassan prayed for Ch. Zafrullah's speedy recovery.

Meanwhile Ch. Zafrullah Khan has again gone into a coma after remaining conscious for a few days. Ch. Zafrullah has been on the critical list for two weeks now and a board of doctors is looking after him.

# چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی صحت کے بارے میں شاہِ مراکش کی تشویش

(ڈان لاہور بیورو)

لاہور ۱۱ ۔ اگست ۔ مراکش کے شاہ حسن ثانی نے چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کے افرادِ خانہ کے نام ایک تار میں کہا ہے کہ یہ بزرگ عالمی مدبّر جو آجکل بیمار ہیں ایک عظیم مجاہد، راسخ العقیدہ مسلمان، اعلیٰ پائے کے سفارت کار اور ایک فصیح البیان مقرر ہیں نیز آپ ایک ایسی بین الاقوامی شخصیت ہیں جن کا عالمی سطح پر بے حد احترام کیا جاتا ہے اور جن سے محبت کا تعلق رکھنے والے ہر جگہ موجود ہیں ۔ شاہ حسن نے تار میں مزید کہا ہے کہ عرب ممالک خصوصاً مراکش اور تیونس میں ہمیشہ ان کا ذکر محبت و عقیدت سے اور تشکر و امتنان کے ساتھ فخریہ لہجے میں کیا جاتا ہے اور ہمیشہ کیا جاتا رہے گا کیونکہ موصوف نے اقوامِ متحدہ میں ان ممالک کے مفادات اور موقف کی شاندار رنگ میں وکالت کی تھی ۔ شاہ حسن نے چوہدری صاحب کی جلد تر صحتیابی کے لئے دعا کی ہے ۔

(روزنامہ ڈان کراچی ۱۲ ر اگست ۸۵ء پنجاب ایڈیشن)

مقالہ خصوصی

# آؤ ہم ظفر اللہ خان پر سلام بھیجیں

عبدالحلیم احمد

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی عظیم الشان خدمات اور عالمی لیڈروں کے تاثرات

آج سے پچاس سال قبل خواجہ حسن نظامی نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے متعلق اخبار "منادی" میں تحریر فرمایا:۔

" دراز قد، مضبوط اور بھاری جسم، عمر چالیس سال سے زیادہ، گندمی رنگ، چوڑا چکلا چہرہ، فراخ چشم، فراخ عقل فراخ علم اور فراخ عمل، قوم ...... عقیدہ قادیانی — چپ رہتے ہیں اور بولتے ہیں تو کانٹے میں تول کر اور بہت احتیاط کے ساتھ پورا تول کر بولتے ہیں۔ سیاسی عقل ہندوستان کے ہر مسلمان سے زیادہ رکھتے ہیں۔ وزیر اعظم، وزیر ہند اور وائسرائے اور سب سیاسی انگریز ان کی قابلیت کے مداح ہیں اور ہندو لیڈر بھی بادل نخواستہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ شخص ہمارا حریف تو ہے مگر بڑا ہی دانشمند حریف ہے اور بڑا ہی کارگر حریف ہے۔ گول میز کانفرنس میں ہر ہندو، ہر مسلمان اور ہر انگریز نے چوہدری ظفر اللہ خان کی لیاقت کو مانا اور کہا کہ ......

...... اگر کوئی ایسا آدمی ہے جو فضول اور بیکار بات زبان سے نہیں نکالتا اور زمانے کے پالیٹکس پیچیدہ کو اچھی طرح سمجھتا ہے تو وہ چوہدری ظفر اللہ ہے"

(منادی دہلی ۲۴ راکتوبر ۱۹۳۴ء)

اس بیان میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کا کھلے دل سے بہت احسن پیرائے میں اعتراف کیا گیا ہے متحدہ ہندوستان میں آپ نے فرزندانِ توحید کی جو عظیم الشان خدمات سرانجام دیں یہ ان کا بڑا مختصر اور جامع اظہار ہے۔ تحریک پاکستان میں اور پھر تقسیم ہند کے بعد آپ جس طرح پاکستان

اور عالمِ اسلام کی بہبودی کے لیے کوشاں رہے وہ تاریخ کا ایک تابندہ اور انمٹ باب ہے اور ہر غیر متعصب دل نے اس بات کا اعتراف کیا ہے بڑے بڑے عالمی لیڈر، سیاست دان، صحافی، مؤرخ اور اخبارات و رسائل اس فہرست میں شامل ہیں۔ اور اگر ان تمام آراء کو اکٹھا کیا جائے تو کئی ضخیم کتب معرضِ وجود میں آسکتی ہیں۔ اس شمارہ میں نمونہ کے طور پر محض چند آراء پیش کی جاتی ہیں۔

خواجہ حسن نظامی جن کا ایک بیان متحدہ ہندوستان کے زمانے کا درج کیا گیا ہے۔ انہوں نے ہی قیام پاکستان کے بعد لکھا:۔

"چوہدری ظفر اللہ خاں نے باوجود قادیانی ہونے کے پاکستان بننے کے بعد سے آج تک یورپ اور امریکہ اور اسلامی دنیا میں جو خدمات پاکستان کی انجام دی ہیں وہ بے مثل ہیں۔ اگر پاکستان کی تخت گاہ کراچی میں مسلمان ان کی مخالفت کریں گے تو امریکہ اور یورپ اور اسلامی ملکوں کے دلوں سے پاکستان کا وقار جاتا رہے گا۔۔۔"

(منادی بابت ماہ جون ۱۹۵۲ء)

"سندھ آبزرور" کراچی لکھتا ہے:۔

"۔۔۔۔۔۔ چوہدری صاحب نے پاکستان کی جو خدمت کی ہے۔ وہ اسقدر عظیم الشان ہے کہ اس عہد کی تواریخ میں قائداعظم اور قائد ملت کی خدمات کے بعد اس کا درجہ ہے۔ یہ انہیں کی ذات ہے جس نے پاکستان کو بیرونی دنیا میں جہاں کوئی اس کا نام بھی نہیں جانتا تھا۔ متعارف کر دیا ہے اور یہ انہی کا حوصلہ تھا کہ کشمیر کے سوال پر ہندوستان کے اُٹھائے ہوئے خطرناک طوفان کے مقابلہ میں ان کے پائے ثبات کو لغزش نہیں آئی۔

مظلوم مسلم اقوام کے حقوق کی جو بے نظیر حمایت آپ نے کی ہے۔ یہ اُسی کا ہی پھل ہے کہ اس نوزائیدہ مملکت کے لیے تمام مسلم دنیا میں ہمدردی اور محبت کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ایک عقلمند اور ہوشیار محب وطن کی طرح انہوں نے ہر معاملہ میں پھونک پھونک کر قدم اُٹھایا ہے تاکہ دوسروں کی بہتری اور بہبودی کے لیے جو کوشش کی گئی ہیں اُن سے اپنے ہی ملک کو جس کا محلِ وقوع انتہائی نازک ہے۔ کس طرح کا نقصان نہ پہنچ جائے یہ سب عیاں را چہ بیاں کے مصداق ہے"۔

(بحوالہ الفضل لاہور ۱۱ اپریل ۱۹۵۳ء)

لبنان کے ایک مشہور روزنامہ الحیاۃ نے چوہدری

محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا:-

"ظفر اللہ خان وہ مضبوط ترین آواز ہے جو بین الاقوامی مجالس میں عربوں کی خاطر گونجی - قضیۂ فلسطین اور تونس و مراکش وغیرہ کے معاملات میں ظفر اللہ خاں کے شاندار و دلیرانہ دفاع کی وجہ سے ظالم مستعمرین بالکل دنگ رہ گئے -

ظفر اللہ خان وہ عظیم، بہادر شہسوار ہے جو عالمی کشمکش کے میدان میں عربوں کی آزادی اور اُن کے حقوق کی حفاظت کے لیے متواتر لڑتا رہا - وہ شخص جو اپنی اخلاقی بلندی، اوالوالعزمی قوت ایمانی بلاغت و سحر بیانی کے لحاظ سے پوری ایک قوم کے برابر ہے وہ شخص جو عربوں کے معاملات میں اپنے جوش و خروش کے لحاظ سے آٹھ کروڑ پاکستانیوں بلکہ تمام عالم اسلامی کا خلاصہ ہے۔"

(بحوالہ الفضل مورخہ ۱۶ جون ۱۹۵۶ء)

الجامعۃ السوریہ دمشق کے وسیع ہال میں چوہدری صاحب موصوف کی تقریر کے بعد حکومتِ شام کے وزیر تعلیم الدکتور منیر العجلانی نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں یونیورسٹی کے کسی طالب علم سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ پاکستانی وفد کے لیڈر چوہدری ظفر اللہ خان کے ہاتھ چوم لے۔

صاحب زادہ عبد اللطیف ..... کا واقعہ تمہارے لیے اُسوۂ حسنہ ہے تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اُس نے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے ...... اس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔ عبد اللطیف کہنے کو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مریگا۔"

(ملفوظات نمبر ۶ صفحہ ۲۵۵)

مصر کے مشہور سیاسی لیڈر الاستاذ زکی الخطیب (جو ممالک عربیہ میں غیر معمولی شہرت کے مالک ہیں) نے آگے بڑھ کر آپ کا ہاتھ چوم لیا اور کہا رَجُلٌ عَبْقَرِیٌ یعنی بے نظیر اور صاحب کمال شخصیت۔ اس کے بعد جمہوریہ شام کے صدر نے چوہدری صاحب موصوف کی ملی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے دو جلیل القدر میڈل عطا فرمائے جو پہلی دفعہ کسی غیر ملکی کو دیئے گئے۔

مفتیٔ اعظم فلسطین السید امین الحسینی نے آپ کی خدمات سے متاثر ہو کر آپ کو ایک بیش قیمت تسبیح ایک عطر کی شیشی اور ایک نفیس فاؤنٹن پن بطور تحفہ دیا۔

مشہور مصری لیڈر مصطفےٰ امومن نے ایک اخباری بیان میں فرمایا کہ:-

"چوہدری محمد ظفر اللہ خاں اگرچہ پاکستان کے وزیر خارجہ ہیں لیکن تمام دُنیائے اسلام میں انھیں ایک قابل رشک پوزیشن حاصل

ہے۔ وہ مشرق وسطیٰ میں بالعموم اور مصر اور دیگر عرب ممالک میں بالخصوص چوٹی کے سیاستدان تسلیم کئے جاتے ہیں۔ انھوں نے اقوام متحدہ میں تونس، مراکش، ایران اور مصر کی پرزور حمایت کر کے اسلام کی وہ خدمت سرانجام دی ہے، جو دوسرے بڑے بڑے اکابرین سے بن نہ پڑی جو شخص چوہدری صاحب موصوف کو متہم کرتا اور آپ کی ذات والا صفات کو حرف ملامت بناتا ہے وہ دراصل ساری دنیائے اسلام پر حملہ آور ہوتا ہے"

(نوائے وقت ۲۵ رمئی ۱۹۵۲ء)

عرب ممالک کے مسلمہ رہنما محترم عزام پاشا سیکرٹری عرب لیگ نے لکھا کہ:۔

"ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ظفر اللہ خان ........ روئے زمین کے تمام حصوں میں اسلام کی مدافعت کرنے میں کامیاب رہے ہیں اور اسلام کی مدافعت میں جو موقف بھی اختیار کیا گیا اس کی کامیاب حمایت ہمیشہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا طرۂ امتیاز رہا۔ اس لیے آپ کی عزت عوام کے دلوں میں گھر کر گئی۔ اور مسلمانانِ عالم کے قلوب آپ کے لیے احسان مندی کے جذبات سے لبریز ہو گئے۔ آپ ان قابل ترین قائدین میں سے ہیں جنھیں عوامی اور ملی مسائل کو خوش اسلوبی سے طے کرنے کا ملکہ حاصل ہے"

(اخبار الجدید۔ قاہرہ ۲۲ رجون ۱۹۵۲ء)

ازہر یونیورسٹی کے ڈائرکٹر خشابہ پاشا لکھتے ہیں:۔

"چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے اسلامی مفادات کے تحفظ کی خاطر ہمیشہ ہی دلیری سے کام لیا ہے۔ میں اس عظیم شخص کا بے حد ممنون احسان ہوں کیونکہ اس نے میرے ملک کی بے حد خدمت سرانجام دی ہے"

(اخبار الزمان قاہرہ، ۲۵ جون ۱۹۵۲ء)

مصر کے مشہور اخبار المصری نے لکھا:۔

"تمام مصری لیڈروں کا اعتماد ظفر اللہ خاں کو حاصل ہے"

"تیونس کے وزیروں نے ایک مشترکہ بیان میں چوہدری ظفر اللہ خاں کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ تیونس کی تاریخ میں چوہدری ظفر اللہ خاں کا نام ہمیشہ سنہری حرفوں سے لکھا جائے گا"

"لیبیا کے نمائندہ نے کراچی آکر اعلان کیا کہ ظفر اللہ خاں ہمیں اتنے محبوب ہیں کہ ہمارے ملک میں نوزائیدہ بچوں کے نام نیک تفاؤل کے طور پر انکے نام پر رکھے جا رہے ہیں۔

(رفتار زمانہ ۳ رمئی ۱۹۵۴ء)

۱۹۵۲ء میں جب مفتیٔ مصر نے حضرت چوہدری ظفراللہ خاں کے خلاف فتویٰ شائع کیا تو تمام عرب پریس نے اس کی سخت مذمت کی۔ مصر کی حکمران وفد پارٹی کے مشہور اخبار "المصری" نے ۲۶ جون ۱۹۵۲ء کے پرچہ میں لکھا:۔

"ظفراللہ خاں ہماری ہمدردی کے محتاج نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ اب بھی اسلامی مفادات کی حفاظت کی خاطر اسی طرح سینہ سپر رہیں گے۔ اور مصر کے ساتھ اپنی دوستی کا دم بھرتے رہیں گے۔ مفتی نے ظفراللہ کو کافر و بے دین قرار دیا ہے آؤ ہم سب مل کر چوہدری محمد ظفراللہ خان پر سلام بھیجیں۔ ظفراللہ خاں کافر کے کیا کہنے۔ ان جیسے اور بڑے بڑے بیسیوں کافروں کی ہمیں ضرورت ہے"۔

حضرت چوہدری صاحب کی علالت کے دوران عالمی لیڈروں نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ بھی چوہدری صاحب کی عظمت اور آفاقی شہرت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔



# فری کوچنگ کلاس ۱۹۸۵ء

(مہتمم امور طلبہ)

حسب سابق امسال بھی موسم گرما کی تعطیلات کے دوران ایف اے اور ایف ایس سی کے طلبہ کے لیے نویں سالانہ فری کوچنگ کلاس ۲۳ر جون تا ۹ر اگست شعبہ امور طلبہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ کے تعاون سے خلافت لائبریری ربوہ میں منعقد ہوئی۔ کلاس کا افتتاح مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں مہتمم تربیت نے فرمایا۔

امسال ۸۹ طلبہ نے کلاس میں شرکت کی جبکہ گزشتہ سال صرف ۵۸ طلبہ نے حصہ لیا تھا۔ فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر کے طلبہ کے لیے الگ الگ کلاسز لگائی گئیں اور پریکٹیکلز بھی کروائے جاتے رہے۔ ہر پندرہ دن کے بعد طلبہ کے تحریری امتحان بھی لیے گئے۔ روزانہ ایک پیریڈ جنرل نالج کے لیے مخصوص تھا جس میں دینی سائنسی، طبی، معاشی، جغرافیائی، سیاسی اور نفسیاتی مضامین پر ماہرین کے لیکچر کروائے گئے۔ ۹ر اگست کو شام ۵½ بجے اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ امتیاز حاصل کرنے والے طلبہ نے انعامات حاصل کئے۔ محترم مرزا محمد الدین صاحب ناز نائب صدر اور مکرم محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے خطاب فرمایا۔

# وہ مردِ باخدا

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی یاد میں

مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب

آہ رخصت ہو گیا ہم سے جو اک بطلِ جلیل
پیکرِ عزم و شجاعت تھا وہ مردِ باخدا

نامِ نامی بھی ظفر کاموں میں فتح و ظفر
واقعی اہلِ سیادت تھا وہ مردِ باخدا

فیضیابِ صحبتِ موعودِ اقوامِ جہاں
حاملِ تائید و نصرت تھا وہ مردِ باخدا

واقفِ اسرارِ دین۔ اک پیکرِ عجز و نیاز
اک فداکارِ امامت تھا وہ مردِ باخدا

خوفِ شاہاں حرصِ دنیا سے رہا وہ پاک و صاف
حق پرستی کی علامت تھا وہ مردِ باخدا

ظلم کے مارے ہوؤں کے واسطے اس دہر میں
بابِ انصافِ عدالت تھا وہ مردِ باخدا

اہلِ کشمیر و فلسطیں آپ کے ممنون ہیں
قدردانِ آدمیت تھا وہ مردِ باخدا

یاد رکھیں گے اسے ایوان ہائے شرق و غرب
پیکرِ حسنِ خطابت تھا وہ مردِ باخدا

اہلِ دل، اہلِ قلم، نباضِ اقوامِ جہاں
داعیٔ حق و صداقت تھا وہ مردِ باخدا

معترف عرب و عجم اسکے خلوص و علم کے
ترجمانِ دین تھا وہ مردِ باخدا

اِک جہاں جس کی جدائی سے ہوا ہے سوگوار
"اے خدا بر تربتِ او ابرِ رحمت ہا ببار"

ہر لفظ عطر بیز ہر اک حرف پھول ہے

## خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۲ر جولائی ۸۵ء

### جماعت احمدیہ مالی قربانی میں نئے سنگ میل رکھ رہی ہے

حضور نے سورۃ صف کی آیات ۱۱، ۱۲ کی تلاوت فرمائی۔ اور انکی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ تکذیب کے ذریعہ تو اموال لوٹنے کی تحریک کی جاتی ہے۔ مگر تصدیق اموال لٹانے کی محرک ہوتی ہے۔ اور تصدیق کے نتیجہ میں جو کچھ پیش کیا جاتا ہے اس میں عجز وانکسار ہوتا ہے اگر قبول کر لیا جائے تو بھی آنکھیں شکر کے آنسو بہاتی ہیں اور اگر رد کر دیا جائے تو بھی آنکھیں غم سے بھر جاتی ہیں۔

حضور نے نئے مالی سال کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ سال ۸۴-۸۵ میں باوجود جماعت پر سخت ابتلا اور تکلیف کے نیز باوجود ملک میں پانی کی کمی فصلوں کی خرابی اور دیگر ناساز گار حالات کے جماعت نے حیرت انگیز نمونہ پیش کیا ہے اور گزشتہ سال کی نسبت اب تک اٹھارہ لاکھ روپے زیادہ وصول ہو چکے ہیں اور وصولیاں ابھی جاری ہیں۔

اسی طرح تحریک جدید میں بھی گذشتہ سال کی نسبت دس لاکھ روپے زیادہ وصول ہو چکے ہیں اور ابھی چندے آرہے ہیں اور یہ کیفیت ساری دنیا میں پائی جاتی ہے

### نستعلیق کتابت کے کمپیوٹر کیلئے ڈیڑھ لاکھ پونڈ کی تحریک

حضور نے حضرت بانی سلسلہ کی بعض تحریرات تبلیغ رسالت وغیرہ سے پڑھ کر سنائیں جن میں مالی قربانی اور انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر ہے۔ اس ضمن میں فرمایا کہ امام وقت کے سامنے قربانی پیش کرنا ریا کاری نہیں بلکہ حصول دعا کا ذریعہ ہے اور امام کی نظر میں آکر کام کرنا کام کی قدر کو بڑھا دیتا ہے۔ جس طرح حضرت بانیٔ سلسلہ کے زمانہ میں روپے کی مالی قربانی کرنیوالوں کا

ذکر بھی حضرت بانی سلسلہ نے بڑے پیار اور دعا کے ساتھ کیا۔

اس کے بعد حضور نے چندہ عام کی شرح ۱/۱۶ کے بارہ میں وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے تو فرمایا ہے کہ ہر ایک بیعت کنندہ بقدر وسعت دے۔ پس ۱/۱۶ کے معیار کی تو بحث ہی نہیں رہتی اور جو اس معیار پر چندہ دیتا ہے پھر وہ آگے بڑھتا ہے اور وصیت کے معیار کو پہنچتا ہے۔ اور مزید قربانیوں میں بڑھتا ہے۔ فرمایا کہ پس ۱/۱۶ کے معیار سے بچنے کیلئے اپنی آمد کو مت چھپاؤ اور اس طرح اپنی تمام قربانی کو ضائع مت کرو۔ بعدازاں حضور نے فرمایا کہ جماعت کیلئے ۲ خوشخبریاں ہیں۔ ایک یہ کہ فرانسیسی ترجمہ قرآن کے بعد اب خدا تعالیٰ کے فضل سے روسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ تیار ہے اور پریس میں دیا جا رہا ہے اور اٹالین میں بھی مسودہ تیار ہے وہ بھی پریس میں دیا جا رہا ہے۔ اسی طرح اٹالین زبان میں حضرت بانی سلسلہ کی ایک کتاب کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے جو طباعت کیلئے تیار ہے۔ فرمایا کہ ان کی طباعت اور اشاعت کیلئے تو رقم کی ضرورت نہیں کیونکہ چند ایک مخلصین نے پہلے ہی سے اس کی ذمہ داری اٹھائی ہوئی ہے۔

اس کے بعد حضور نے لٹریچر کی طباعت اور اشاعت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کمپیوٹر کی ایک کمپنی نے نستعلیق خط کا کمپیوٹر پریس تیار کر لیا ہے فی الحال ڈیڑھ لاکھ پونڈ کے لیے تحریک کرتا ہوں اور پہلا وعدہ ایکہزار پونڈ کا اپنی طرف سے کرتا ہوں۔ فرمایا مجھے یہ یقین ہے کہ اگر پانچ آدمیوں کو کہوں تو وہ یہ رقم مہیا کر دیں گے اور اگر میں ڈیڑھ سو آدمیوں کو بھی کہوں تو وہ بھی مہیا کر دیں گے لیکن اس سے ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ غرباء پیچھے رہ جاتے ہیں اور قربانی کی برکتوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔

فرمایا کہ اپنے ان جذبات کو حضرت بانی سلسلہ کی تحریر پر ختم کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔

" اور تم اے میرے عزیزو، میرے پیارو، میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگیاں اپنا آرام اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے لیکن میں اس خدمت کیلئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا تاکہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں لیکن یہ فریضہ تمام قوم میں مشترک ہے اور سب پر لازم ہے۔ "

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو اخلاص اور قربانی کی راہوں میں ہمیشہ آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے اور تصدیق کے نتیجہ میں خدا کی راہ میں

رزق خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے نتیجہ میں پھر فضلوں کی بارش فرمائے۔

ہم تصدیق کی گھٹی کھانے والے ہوں تکذیب کی گھٹی نہ کھانیوالے ہوں۔

## خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۹ جولائی ۸۵ء

حضور نے سورۃ مائدہ کی آیت ۶۸ کی تلاوت فرمائی اور اسکی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے دراصل آپؐ کے متبعین کو مخاطب کیا گیا ہے اور دعوت الی اللہ کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دعوت الی اللہ کے ساتھ فساد کا تعلق ضرور ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تو حکمت اور حسنِ تدبیر سے کوئی خدا کا پیغام نہیں پہنچا سکا۔ مگر پھر بھی فساد رونما ہوا۔ لیکن اس فساد کی ذمہ داری دعوت الی اللہ کرنے والوں پر نہیں بلکہ اسے روکنے والوں پر ہوتی ہے۔

**ہم اپنے دکھوں کو دعوت الی اللہ کے ذریعے ہی دور کر سکتے ہیں**

حضور نے فرمایا کہ دعوت الی اللہ نفل نہیں بلکہ فرض ہے اور اس کی ادائیگی لازمی ہے۔ جماعت کی عالمگیر دعوت الی اللہ کی مہم کامیابی سے جاری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے علاقوں میں بھی پھل عطا فرما رہا ہے جہاں ہمارا پیغام نہیں پہنچ سکا تھا۔ پس جماعت کی طرف سے کوشش ضروری ہے۔ مگر اس کے نتائج اس کوشش کے مرہون منت نہیں بلکہ خدا کے فضلوں اور بے پایاں برکتوں پر منحصر ہوں گے

اس ضمن میں ایک اور پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم اپنے علاقے میں حسنِ خلق سے کام کر رہے تھے کہ مربی نے آکر ہمارے سمجھانے کے باوجود دعوت الی اللہ شروع کر دی جس کے نتیجے میں فساد برپا ہو گیا۔ حضور نے فرمایا کہ فساد تو دعوت الی اللہ کے ساتھ لازماً لگا ہوا ہے۔ پس ایسے لوگوں کو مذہب کی حقیقت کا علم نہیں حُسنِ خلق اور تدبیر ضروری ہے مگر حُسنِ خلق کافی نہیں ۔

**دعوتِ الی اللہ کی مہم کے ذریعہ عالمی انقلاب برپا کر دیں**

دعوت الی اللہ میں عملاً حصہ لینا بھی بہت ضروری ہے۔ پیار محبت اور نرمی کے ساتھ پیغام پہنچائیں۔ نفرتوں کو انگیخت کر کے نہیں۔

حضور نے فرمایا آپ کو ذلت اور رسوائی کی زندگی بسر کرتے ہوئے ایک عرصہ ہو گیا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ آپ تھوڑے ہیں

اور جب تک بھتوڑے رہیں گے دشمن کو غیظ دلاتے رہیں گے۔ پس اس دکھ کی زندگی کے خاتمہ کیلئے ضروری ہے کہ دعوت الی اللہ کی پُرزور مہم کے ذریعہ عالمی انقلاب برپا کردیں حضور نے فرمایا اگر آپ ایسا کریں گے تو زمین بھی آپ کیلئے نرم کردی جائیگی اور آسمان بھی آپ پر رحمتوں کی بارش برسائے گا اور آپ دن اور رات اور صبح اور شام ہر وقت پھولیں گے۔ اور پھلیں گے اور کوئی نہیں جو آپکی نشوونما کو روک سکے۔

---

## خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۶ جولائی ۱۹۸۵ء

حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم نے علم کو تقویٰ کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ اور علماء کی تعریف خشیت اللہ رکھنے والوں سے کی ہے۔ اس کے برعکس تقویٰ سے عاری ہوکر حق کی مخالفت کرنیوالوں کو اس اصطلاح کا مصداق قرار نہیں دیا جاسکتا۔

حضور نے فرمایا کہ بیرونی ملکوں میں جماعت کی مخالفت کرنے والوں کی حرکات سے جماعت کے حق میں ایک عمومی رو پیدا ہوگئی ہے اور لوگ کثرت سے جماعت سے رابطہ قائم کر رہے ہیں۔ اہل عرب میں بھی احمدیت کے بارہ میں حیرت انگیز توجہ پیدا ہوئی ہے۔ کتابت کی کمپوٹر مشین کے لیے تحریک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اب تک مجموعی طور پر ڈیڑھ لاکھ پونڈ سے زائد رقم کے وعدے آچکے ہیں اور وصولیاں بھی جاری ہیں۔ اور ابھی کئی ملکوں سے اطلاعات نہیں مل سکیں۔ اس طرح اس مشین کی قیمت اور دوسرے اخراجات بآسانی پورے ہوجائیں گے۔

حضور نے مشین پر کام کرنے کے لیے ماہر ٹائپسٹوں کو وقف کی تحریک کی۔ خواہ وہ ریٹائرڈ ہوں اور کسی زبان سے واقفیت اس کام کے لیے ضروری نہیں صرف حرف شناسی کافی ہے اور وہ ادارہ خود تربیت دے گا۔ اسی طرح کمپیوٹر کے ماہرین کی بھی ضرورت ہے جو تمام نظام کی نگرانی کریں۔

حضور نے جماعت کو خوشخبری دی کہ آگے ہی آگے بڑھنا آپ کا مقدر ہے۔ اور کوئی طاقت اس تقدیر کو بدل نہیں سکتی۔

# خدا کے واسطے شہرِ وفا میں لوٹ آؤ

جناب مرزا محمود احمد۔ ربوہ

مرے عزیزو، مرے دوستو، شناساؤ
مرے رفیقو، مرے پیارو، لطف فرماؤ

سکونِ قلب کی دولت سے میں ہوا محروم
کہیں سے تو یہ متاعِ عزیز تر لاؤ

جدا ہوں دوست سے اور پر بریدہ و بے بس
مرے لیے بھی تو اُسکی کوئی خبر لاؤ

نہ چھیڑ فرقتِ محبوب کا فسانہ نہ چھیڑ
کہ اس سے ہوتے ہیں دل کے عمیق تر گھاؤ

کبھی جو بزمِ احبّاء میں ذکرِ دوست چلے
تو اس سے تیز تر ہوتا ہے دل کا دھڑکاؤ

جمالِ دوست - ہوئی مدتیں نہیں دیکھا
کرم کرو۔ مجھے صورت وہ پھر سے دکھلاؤ

تم اسکے قرب میں رہنے کا پا گئے اعزاز
تم اپنے بخت و مقدر پہ ناز فرماؤ

بہ حسنِ دوست۔ بہ صد احترام و جذب و خلوص
عقیدتوں کے، دعاؤں کے پھول برساؤ

جب اسکے منہ سے جھڑیں پھول مجھکو رکھو یاد
اٹھے جو چشمِ کرم۔ مجھکو بھول مت جاؤ

"چوں باحبیب نشینی و بادہ پیمائی"
مجھے بھی ذہن میں رکھو۔ مرے شناساؤ

دعائے خاص کا موقع ملے جب اسکے ساتھ
تو اس فراق زدہ کو بھی یاد فرماؤ

عطا کیا ہے تمہیں اس نے جذب و عشق و خلوص
یہ تم پہ اسکا ہے احسان اسکے گن گاؤ

بہ کائناتِ وفا تم ہو زندۂ جاوید
تم اس شرف پہ بہ صد افتخار، اتراؤ

بہ انکسار و ادب یہ گزارشِ محمودؔ
حضورِ دوست بہ صد اہتمام پہنچاؤ

ترے بغیر ہے شہرِ وفا میں بے کیفی
خدا کے واسطے شہرِ وفا میں لوٹ آؤ

## اللہ رے اس جری کے عزائم کی آب و تاب

حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس ہفتہ میں پاکستان، برطانیہ، ماریشس، بھارت، بنگلہ دیش، گیمبیا، الجزائر، گینیا، جرمنی، سویڈن اور کینیڈا سے آنے والے افراد جماعت سے ملاقات فرمائی۔ بعض احباب جماعت سے حضور نے ٹیلیفون پر بھی رابطہ فرمایا۔

جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر تربیتی اور انتظامی امور کا جائزہ لیا گیا۔ چنانچہ وکالت علیا، وکالت تبشیر۔ ایڈیشنل نظارت اشاعت و وکالت تصنیف کے ساتھ پروگرام مرتب کئے گئے اور حضور نے بعض ہدایات جاری فرمائیں۔ قرآن کریم کے تراجم اور دیگر کتب کی اشاعت و طباعت کا جائزہ لیا گیا۔

شعبہ پبلیکیشنز کے کام کا جائزہ لیا گیا۔ جو بفضلہ تعالیٰ غیر معمولی وسعت اختیار کر چکا ہے۔ حضور نے انچارج شعبہ کو پبلیکیشنز کے بارہ میں ہدایات دیں۔

اسی طرح اشاعت کے پھیلتے ہوئے کام کو بہتر طور پر منظم کرنے کیلئے وکیل التبشیر کے ماتحت ایک ایڈیشنل وکیل التبشیر برائے اشاعت کی تقرری فرمائی۔ اس عہدہ پر مکرم منیر الدین صاحب شمس سابق مربی کینیڈا کو مقرر کیا گیا۔

مخالفین کے لٹریچر میں اٹھائے گئے اعتراضات اور جماعت کے علماء کی طرف سے دیئے گئے جوابات کا تفصیل سے جائزہ لینے کیلئے حضور نے ایک کمیٹی تشکیل فرمائی جس کی نگرانی براہِ راست بنفسِ نفیس حضور فرما رہے ہیں اور خدا کے فضل سے بڑی سرعت سے کام آگے بڑھ رہا ہے۔

اس ہفتہ دنیا کے مختلف خطوں سے حضور کی خدمت میں انگریزی، اردو، فرنچ، جرمن، انڈونیشین، سواحیلی، بنگالی اور ہندی زبانوں میں ۱۳۲۱ خطوط موصول ہوئے۔ جن میں دفتری خطوط اور رپورٹیں بھی شامل ہیں، مستقل دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ کی وساطت سے

پہنچنے والا خلاصہ ڈاک اس کے علاوہ ہے حضور نے جملہ خطوط کو ملاحظہ فرمایا۔ سینکڑوں خطوط کے جوابات پر دستخط فرمائے۔ دفتری خطوط و رپورٹس پر فیصلہ جات فرمائے۔

عرصہ زیر نظر میں حضور کی طرف سے مختلف ممالک میں مبارکبادی اور تعزیت وغیرہ کی تاریں ارسال کی گئیں۔ اسی طرح جماعتی پروگراموں کے بارے میں بعض تاریں دی گئیں

مورخہ ۲۱ جون بعد نماز عصر حضور نے اپنے برادر نسبتی مکرم مرزا شمیم احمد صاحب مرحوم کی بیٹی سعدیہ عصمت احمد صاحبہ اور برادر نسبتی مکرم مرزا نسیم احمد صاحب کے بیٹے مرزا نعمان احمد صاحب کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ ساتھ ہی مکرم ارشد مغل صاحب نو احمدی (ایسٹ لندن) اور محترمہ قمر شہناز صاحبہ بنت ملک عطاء اللہ صاحب لاہور کے نکاح کا بھی اعلان فرمایا۔

مورخہ ۲۸ جون کو بعد نماز جمعہ حضور نے سردار بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت مرزا برکت علی صاحب مرحوم رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور ملک رشید احمد صاحب ونگ کمانڈر (پشاور) کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور ان کی بعض خوبیاں بیان فرمائیں

## تقریب آمین

مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۸۵ء بروز جمعرات محمود ہال بیت الفضل لندن میں حضور نے عزیزہ مدیحہ بٹ جو مکرم عبدالکریم صاحب بٹ کی پوتی اور مکرم خلیفہ صلاح الدین صاحب مرحوم کی نواسی ہیں کی تقریب آمین میں بھی ازراہ شفقت شرکت فرمائی اور حاضرین کو خطاب سے نوازا۔

## ناظم اعلیٰ انصار اللہ یو۔کے کی الوداعی تقریب۔

مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب بنگوی ناظم اعلیٰ انصار اللہ کے اعزاز میں مجلس عاملہ یو۔کے نے مورخہ ۱۹ مئی بروز اتوار نصرت ہال میں الوداعی تقریب منعقد کی جسمیں حضرت امام جماعت احمدیہ بنفس نفیس رونق افروز ہوئے۔ اس تقریب میں مرکز سلسلہ سے تشریف لانے والے بزرگان سلسلہ کے علاوہ مجلس عاملہ انصار اللہ یو۔کے اور مجلس عاملہ لندن نے بھی شمولیت کی۔

(۲۹ جون تا ۴ جولائی کی رپورٹ موصول نہیں ہوئی)

## ۵ جولائی تا ۱۲ جولائی ۱۹۸۵ء

اس ہفتہ پاکستان۔ کینیڈا۔ برطانیہ۔ امریکہ ڈنمارک۔ پولینڈ۔ جرمنی۔ ابوظبی۔ شام۔ یوگنڈا اور TUVALU. S.P سمیت ۱۱ ممالک سے آنے والے مختلف زنگ ونسل کے ۱۱۶ افراد نے حضور سے فیض و برکت حاصل کی۔

وکالت علیا۔ وکالت تبشیر۔ ایڈیشنل وکالت تصنیف و ایڈیشنل نظارت اشاعت اور تصنیف کمیٹی کی دوران ہفتہ مختلف اوقات میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ جن میں دینی تربیتی، انتظامی

اور اشاعتی اُمور کا جائزہ لیا گیا۔

جماعت کے خلاف الزامات کے جوابات پر مبنی لٹریچر اور اس کی اشاعت کا جائزہ لیا گیا اور اس بارہ میں حضور ایدہ اللہ نے ہدایات دیں، چنانچہ حضور کی ہدایت کے مطابق دو کتابچے اسلام کے خلاف ہولناک سازشیں اور دنیائے مذاہب کے سنسنی خیز انکشافات اور ایک فولڈر سو سالہ جھگڑے کا آسان فیصلہ تیار ہو چکے ہیں اور جلد ہی منظر عام پر آجائیں گے۔

اس ہفتہ اکناف عالم سے موصول ہونیوالے خطوط کی تعداد ۲۱۳۲ ہے۔ یہ خطوط اردو۔ انگلش عربی۔ سواحیلی۔ ہندی۔ فرنچ۔ جرمن۔ انڈونیشین اور بنگالی میں حضور کی خدمت میں موصول ہوئے۔ مربیان کرام اور جماعت کے دوسرے احباب کی دینی و تربیتی کوششوں پر مشتمل رپورٹس نیز مرکز سلسلہ سے آنے والی دفتری ڈاک کے بارے میں حضور نے مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو ہدایات دیں اور مختلف فیصلہ جات صادر فرمائے ان موصول ہونے والے خطوط کی روزانہ اوسط تعداد تقریباً ۳۰۰ کے لگ بھگ بنتی ہے۔

ان خطوط کے جوابات پر حضور نے اپنے دستخط بھی ثبت فرمائے اور بعض خطوط کے جواب اپنے دست مبارک سے بھی دیئے۔

اس ہفتہ ایک پاکستانی نژاد عیسائی نوجوان نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ یہ بیعت نمازِ ظہر کے بعد بیت الفضل لندن میں لی گئی۔ اس کے علاوہ (MAYESC U.K) کی رہنے والی ایک انگریز عیسائی خاتون SUDHERLAND حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور بعد ملاقات بیعت فارم پُر کر کے سلسلہ عالیہ میں شامل ہونے کا شرف حاصل کیا۔

## اجتماع مجلس انصاراللہ برطانیہ سے خطاب

مورخہ ۶، ۷ جولائی کو مجلس انصاراللہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع نئے سنٹر واقع ٹلفورڈ) میں منعقد ہوا۔ پہلے روز حضور نے شام کے وقت اس اجتماع کو رونق بخشی اور مجلس عرفان بھی منعقد فرمائی۔ مختلف دوستوں کے علمی و معلوماتی سوالات اور حضور کے بصیرت افروز جوابات کی تقریباً ایک گھنٹہ دس منٹ کی اس بابرکت محفل کے بعد نماز مغرب وعشاء ادا کی گئی جس کے بعد حضور واپس لندن تشریف لے آئے۔

اگلے روز ۷ رجولائی کو حضور دوپہر تقریباً ۲ بجے دوبارہ ٹلفورڈ تشریف لائے اور اجتماع میں ہونیوالے علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں امتیاز حاصل کرنے والے دوستوں میں انعامات تقسیم فرمائے اور اس کے بعد تقریباً ۴۵ منٹ کا خطاب فرمایا۔

خطاب سے قبل حضور کی اقتداء میں انصاراللہ کا عہد دوہرایا گیا۔

## ۱۲ رجولائی ۱۹۸۵ء تا ۱۹ رجولائی ۱۹۸۵ء

اس ہفتہ دنیا کے مختلف براعظموں سے حاضر

ہونے والے اور ہر رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے احمدی و غیر احمدی اور غیر مسلم افراد نے حضور سے شرف ملاقات پایا۔

ماریشس۔ فجی۔ دوبئی۔ پاکستان۔ ابوظہبی۔ امریکہ۔ ڈنمارک۔ یوگنڈا۔ نائیجیریا۔ زیمبیا۔ گیمبیا۔ ہندوستان اور برطانیہ سمیت چودہ ملکوں سے تعلق رکھنے والے ان مرد و زن اور بچوں نے حضرت امام جماعت احمدیہ سے فیض حاصل کیا اور اپنے جملہ مسائل و ضروریات اور پروگراموں کے بارے میں گفتگو کی۔ اور مشورے حاصل کئے۔ بعض احباب سے حضور نے بذریعہ ٹیلیفون بھی رابطہ فرمایا۔

دفتری ملاقاتوں میں قائمقام وکیل اعلیٰ صاحب قائمقام وکیل التبشیر صاحب۔ ایڈیشنل وکیل التصنیف صاحب و ایڈیشنل ناظر اشاعت کے علاوہ تصنیف کمیٹی کے جملہ ممبران بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ان ملاقاتوں میں دینی تربیتی اور انتظامی امور کے بارہ میں جملہ پروگراموں کا جائزہ لیا گیا۔ نئے پروگرام مرتب ہوئے اور مزید ہدایات اور راہ نمائی حاصل کی گئی۔ بعض علمی موضوعات پر تحقیق کے لیے بھی حضور نے ارشادات فرمائے۔

اس ہفتہ حضور کی خدمت میں اکناف عالم سے اردو، انگریزی کے علاوہ ہندی۔ بنگالی۔ سواحیلی اور انڈونیشین میں موصول ہونے والے خطوط کی تعداد ۱۶۱۸ تھی۔ ان میں احباب کے نجی خطوط کے علاوہ مربیان سلسلہ اور دیگر داعین الی اللہ کی رپورٹس دفتری امور پر مشتمل ڈاک اور مرکز سلسلہ سے آنے والے خطوط کے خلاصہ جات بھی شامل ہیں۔

اس ہفتہ سینکڑوں خطوط پر حضور نے اپنے دست مبارک سے دستخط ثبت فرمائے اور بیسیوں خطوط اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائے۔

## لجنہ اماء اللہ یو۔ کے کی میر تھن دوڑ

مورخہ ۱۳ جولائی بروز ہفتہ لجنہ اماء اللہ یو۔ کے نے قریباً ۱۳ میل لمبی میرتھن دوڑ منعقد کی جس میں ۳۰۰ سے زائد عورتوں اور بچیوں نے حصہ لیا۔ سب سے چھوٹی عمر کی بچی آٹھ سال سے کم عمر کی تھی اور سب سے زیادہ عمر والی ممبر لجنہ تقریباً ۷۰ سال کی تھیں۔ تقریباً سب نے اس دوڑ کو پورا کیا۔

اس دوڑ کے لیے ٹل فورڈ میں واقع نئے مرکز کے ارد گرد ۶ میل کا ایک چکر منتخب کیا گیا تھا جس کو دو مرتبہ طے کرنا تھا جسے تقریباً تمام حصہ لینے والی ممبرات نے بڑی ہمت اور عزم کے ساتھ پورا کیا۔ اس مقابلہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی دو چھوٹی بیٹیوں نے بھی حصہ لیا۔ اور بخیر و خوبی ۱۳ میل کا یہ فاصلہ طے کیا۔

شام کو تقریباً ۹ بجے حضور نے لجنہ اماء اللہ سے خطاب فرمایا۔ جس میں ان کی ہمت، عزم اور ورزشی مقابلہ جات اور جماعتی پروگراموں کو کامیاب بنانے کے ذوق و شوق کو سراہا اور خراج تحسین پیش کیا۔ ہر چند کہ راستہ ریتیلا۔ اونچائیوں والا کٹھن اور دشوار گزار تھا مگر جس تیزی اور استقلال سے تقریباً سب ممبرات نے

(باقی صفحہ ۴۴ پر)

تریاقِ معدہ ۱۲/- روپے
اکسیر پائیوریا ۸/- ″
رفیقِ دماغ ۷/- ″
روشن کاجل ۳/- ″
پیامِ نور ۱۵/- ″
جوبِ مفید اٹھرا ۳۶/- ″
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون نمبر: ۶۳۴

# موت میں نئی زندگی



(صہیب منیر۔ ساہیوال)

حضرت فضل عمر فرماتے ہیں :۔

"گذشتہ جنگ عظیم میں ایک جرمن بڑھیا کے متعلق اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ اس کے سات بچے تھے اور اس نے ساتوں کے ساتوں بچے ملک کی خدمت کے لیے میدانِ جنگ میں بھیج دیئے اور پھر وہ سارے کے سارے مارے گئے۔ جب اس کا آخری بچہ بھی مارا گیا تو گورنمنٹ کی طرف سے وزیر کو ہدایت کی گئی کہ وہ اس بڑھیا سے خود اظہارِ ہمدردی کرے۔ جب اُسے بلا کر بتایا گیا کہ اس کا آخری بیٹا بھی جنگ میں مارا گیا ہے تو ایک طرف غم کے مارے اس کی کمر جھکی چلی جارہی تھی اور دوسری طرف اس خیال سے کہ اس کا بیٹا ملک کی خدمت کرتے ہوئے مارا گیا ہے اس نے کوشش کرکے اپنی کمر سیدھی کی اور پھر اپنے چہرہ کو خوش بناتے ہوئے قہقہہ لگایا اور کہا، کیا ہوا اگر میرا بچہ مارا گیا ہے، وہ ملک اور قوم کی خاطر مارا گیا ہے۔

اگر ایک عورت، کافر عورت، ایسی قوم کی عورت جو توحید کے علم سے ناواقف تھی، جو خدا تعالیٰ کی محبت اور اسکے پیار سے ناواقف تھی، ملک کی خاطر اپنے ساتوں بیٹے قربان کرسکتی ہے اور پھر اپنے آخری بچہ کی وفات پر کمر کو سیدھا کرتے اور اپنے چہرہ پر خوشی کے آثار ظاہر کرتے ہوئے قہقہہ لگا کر کہتی ہے کہ کیا ہوا، اگر میرا بیٹا مارا گیا ہے، وہ قوم اور ملک کی خدمت کرتے ہوئے مارا گیا ہے تو ایک زندہ قوم، ایک موحد قوم، ایک خدا سے تعلق رکھنے والی قوم اور رات اور دن خدا تعالیٰ کے معجزات اور نشانات دیکھنے والی قوم کو کس طرح خوشی سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے مصائب برداشت کرنے چاہئیں۔ اگر وہ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان رکھتی ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ ہر مصیبت پر رضا بالقضا کا اعلیٰ نمونہ دکھائے۔ اپنے آپ کو کلی طور پر خدا تعالیٰ کے آستانہ پر ڈال دے اور اس کے لیے مرنا خندہ پیشانی سے قبول کرے اگر وہ ایسا کرے گی تو دنیا کی کوئی طاقت اسے ہلاک نہیں کرسکے گی کیونکہ جو لوگ خدا کے لیے مرتے ہیں انہیں کوئی شخص مار نہیں سکتا۔ وہ ایک تنومند درخت کی طرح دنیا میں بڑھتے اور پھیلتے اور پھولتے ہیں۔ جس کی جڑیں ایک طرف زمین کی پاتال تک چلی جاتی ہیں اور دوسری طرف اس کی شاخیں آسمان تک پھیل جاتی ہیں۔"

(الفضل یکم نومبر ۱۹۴۷ء)

ربوہ کی سب سے پہلی دوکان
ٹوپیوں
اور
عینکوں
کا
مرکز
نیز
معیاری
اور
سٹیشنری
بھی
دستیاب ہے
گولبازار
ربوہ
افضل
برادرز

# آگے قدم بڑھائے جا

## مجلس دارالذکر فیصل آباد جون ۱۹۸۵ء

★ مجلس عاملہ کے ۴ اجلاس ہوئے۔ ایک اجلاس عام ہوا۔ جس میں مکرم و محترم میجر ریٹائرڈ عبدالقادر صاحب اور مکرم و محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے شرکت فرمائی اور خطاب سے نوازا۔ حلقہ جات میں ۸ اجلاس منعقد ہوئے۔

★ ۲۴ تا ۳۰ جون ہفتہ تربیت منایا گیا۔ ۴ حلقہ جات میں نماز تہجد با جماعت ادا کی گئی۔ تربیتی اجلاسات منعقد ہوئے۔ ۵ حلقہ جات میں کلو جمیعاً ہوا۔ ۹۵ خدام نے حضرت امام ہمام کی خدمت میں دُعائیہ خط لکھے۔ ۸۳ خدام نے قرآن کریم کا دور مکمل کیا۔

★ حلقہ مسعود آباد اور مسلم پارک میں مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ محترم سید احمد علی شاہ صاحب نے شرکت فرمائی۔

★ ۵ حلقہ جات کے ۵ وفود نے ہسپتالوں میں ۲۴۹ مریضوں کی عیادت کی اور ۶۲۵ روپے کے پھل اور ادویات تقسیم کی گئیں۔ ایک خادم نے خون کا عطیہ دیا۔ ۲ تعلیمی وظائف ۱۰۰ روپے کے دیئے گئے۔ ۱۰ر احمدیہ کلینک سے ۸۱۷ مریضوں کو ۱۱۵۰ روپے کی طبی امداد دی گئی عید کے موقع پر حضور کے فرمان کے مطابق غرباء کے گھروں میں جاکر خوشیاں بانٹیں۔ ۱/۲ ۱ من مٹھائی اور ۷۵۰ روپے پیش کئے گئے۔

★ ۱۹/۶/۸۵ کو بیت الفضل کے باہر عید کے انتظام کے لیے وقار عمل کیا گیا۔

★ ماہنامہ خالد کے ۴ اور ماہنامہ تشحیذ الاذہان کے ۳ خریدار بنائے گئے۔ اعانت خالد و تشحیذ ۱۰۰۰ر روپے۔

★ دو حلقہ جات میں دوستانہ کرکٹ میچ عید کے اگلے روز ہوا۔ ایک حلقہ کے خدام نے شہر سے باہر نہر پر پکنک منائی۔

(معتمد مجلس دارالذکر فیصل آباد)

## مجلس خدام الاحمدیہ۔ چک ۱۸۳ مراد

۲۳ر جون ۸۵ء کو خدام نے ایک مثالی وقار عمل

(باقی ص۴۴ پر)

# کلمہ خیر

### ★ ڈاکٹر حمیدہ کھوڑو کا مطالبہ

کراچی (پ ر) سندھ میں سینکڑوں قادیانیوں کو کلمہ طیبہ کا بیج لگانے پر گرفتار کرنا تنگ نظری ہے ڈاکٹر حمیدہ کھوڑو نے کہا کہ سندھ باب الاسلام ہے اور یہاں مذہبی تعصّب اور منافرت کی بنیاد پر کوئی کاروائی نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ ایسے اقدامات سے قدرت ناخوش ہوگی۔ انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ اس طرح گرفتار کئے جانیوالے تمام قادیانیوں کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور ان کے خلاف مضحکہ خیز الزامات واپس لیے جائیں۔

(روزنامہ جنگ ۸ رمئی ۱۹۸۵ء)

### ★ خواجہ خیرالدین کا مطالبہ

کراچی۔ کالعدم مسلم لیگ (خواجہ خیرالدین گروپ) اور ایم۔آر۔ڈی کے جنرل سیکرٹری خواجہ خیرالدین نے صوبے میں مذہبی نوعیت کے مختلف الزامات میں ستر (۷۰) قادیانیوں کی گرفتاری کی مذمت کی ہے انہوں نے کہا کہ مختلف مذاہب سے متعلق افراد کے درمیان در گزر بھائی چارے اور دوستانہ تعلقات اس صوبے کی صدیوں پرانی روایت ہے اور حالیہ مذہبی تعصب اور نفرت اس صوبے کی روایت کے خلاف ہے جسے لازمی طور پر ختم ہونا چاہیئے انہوں نے الزام لگایا کہ قادیانیوں کی گرفتاری کے سلسلہ میں حکومت پارٹی بن گئی ہے۔ اور اسطرح وہ عوام کی توجہ اصل مسائل سے ہٹانا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا اگرچہ ہم قادیانی نہیں ہیں لیکن انصاف کے نام پر ہم قادیانیوں کی فوری رہائی اور عائد شدہ الزامات واپس لینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ انہوں نے سندھ کے تمام لوگوں کے حقوق بلا تاخیر بحال کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔

(روزنامہ جنگ ۱۰ رمئی ۱۹۸۵ء)

### ★ ایم۔ پی۔ اے (سندھ) بیگم گلزار انٹر کا مطالبہ

سندھ کی ایم پی اے محترمہ بیگم گلزار انٹر نے جماعت احمدیہ کے افراد کی گرفتاریوں کے متعلق ۱۵ رمئی ۱۹۸۵ء کو درج ذیل اخباری بیان جاری کیا ہے۔ " جماعت احمدیہ کے افراد پر ظلم اور تعدّی اور کلمہ طیبہ لگانے کے الزام میں ان کی گرفتاریوں کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ قریباً ہر روز ہی اخبارات میں ملک میں مختلف حصوں میں احمدیوں کی گرفتاری کی خبریں آرہی ہیں۔ ایک اطلاع کے مطابق صرف سندھ میں ۱۵۰ احمدی گرفتار ہو چکے ہیں۔ بعض کو تشدّد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ حضور رحمۃ للعالمینؐ کی ایک حقیر امتی ہونے کی حیثیت میں احمدیوں کے ساتھ پاکستان میں اس شرمناک سلوک پر میں ندامت محسوس کرتی ہوں۔ آنحضورؐ کی رحمت سے

تو ان کے بدترین دشمن بھی فیض پاتے تھے اور احمدی تو کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان ان کے عقیدہ کی بنیاد ہے۔

میں اس صریح ظلم کی مذمت کرتی ہوں اور دوسروں سے بھی اپیل کرتی ہوں کہ وہ بھی اس ظلم سے بیزاری کا اظہار کریں۔ حضور رحمۃ اللعالمین کے متبعین کی حیثیت سے یہ ہمارا فرض ہے کہ سب خلقِ خدا کے ساتھ بلا لحاظ عقیدہ محبّت اور ہمدردی سے پیش آئیں۔ آخر میں میں حکومت سے مطالبہ کرتی ہوں کہ سب گرفتار شدہ احمدیوں کو رہا کیا جائے اور ان کے خلاف سب غلط اور مضحکہ خیز مقدمات کو واپس لیا جائے۔"

★ جناب محمد حنیف رامے لکھتے ہیں

"قیادت آسمانوں سے نازل نہیں ہوا کرتی زمین سے اُگا کرتی ہے۔ پیغمبروں پر وحی بے شک آسمانوں سے نازل ہو جائے یا وہ معراج کی صورت میں آسمانوں تک بلند ہو جائیں بہر حال وہ بھی زمین پر ہی پیدا ہوتے ہیں تاریخی طور پر پنجاب میں قیادت کا فقدان نہیں رہا۔ یہاں پورس سے لے کر رنجیت سنگھ تک سیاسی قیادت بھی رہی ہے۔ اور اس سرزمین نے ہندومت کو شیوجی جیسے دیوتا بھی عطا کئے ہیں۔ اور سکھ مذہب کے بانی گورونانک اور احمدیت کے بانی مرزا غلام احمد بھی پیدا کئے ہیں۔ لیکن یہ بھی درست ہے پنجاب میں طویل عرصے تک ایسی مستحکم حکومتیں یا بادشاہتیں قائم نہیں ہوئیں جو اس سرزمین کا دفاع اور یہاں بسنے والے عوام کی حفاظت کر سکتیں۔"

(پنجاب کا مقدمہ صہ ۵۴)

---

## جسٹس شیخ شوکت علی (ریٹائرڈ) تحریر فرماتے ہیں :۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم) ملک کے حکمران تھے ان کا خیال تھا کہ قادیانیوں کو اقلیت بنا دیا جائے اس سلسلے میں وہ کافی لیڈروں اور دانشوروں سے ملے اور صلاح و مشورہ کیا۔ انہوں نے مجھے بھی لاہور گورنر ھاؤس میں بلایا اور قادیانی مسئلہ پر بحث کے دوران میرا نظریہ دریافت کیا میرا نظریہ یہ تھا کہ کسی شخص کا دوسرے کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں درست نہیں ...... یہ اس کے اپنے دل اور عقیدہ کا مسئلہ ہے اس لیے حکومت کو چاہیئے کہ وہ اس دلدل میں نہ پھنسے اور قادیانیوں کو جیسے بھی وہ پاکستان میں رہ رہے ہیں رہنے دیں۔ کیونکہ اگر کوئی شخص اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے اور آخری نبیؐ مانتا ہے تو حکومت کو یہ حق نہیں ہے کہ اس کو غیر مسلم قرار دے بھٹو صاحب کو میں نے اس سلسلے میں ایک تحریری نوٹ بھی دیا۔

اب صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کی حکومت نے تو ان کو دائرہ اسلام ہی سے خارج کر دیا۔ کیا ہم یہ بھول گئے ہیں کہ اس ملک کے معمار قائد اعظم محمد علی جناح نے پاکستان کے بنائے جانے میں ان سے کیا کیا مدد نہ لی اور کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس قادیانی فرقہ نے جس کو ہم آج غیر مسلم کہتے ہیں پاکستان بنانے میں کیا کیا مدد نہ دی تھی اور کیا سر محمد ظفر اللہ نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے پاکستان کا کیس دن رات محنت کر کے پیش نہ کیا تھا۔ اور کیا وہ قائد اعظم کے چند ایک گنے چُنے ساتھیوں میں سے نہ تھے اس لیے ان حقائق کو مدّنظر رکھتے ہوئے بیگم رعنا لیاقت علی خان نے ایک بیان قادیانیوں کی حمایت میں دیا اور اس کے علاوہ جن لوگوں نے بھی پاکستان بنانے میں حصہ لیا ہوا ہے وہ اس فرقہ کی خدمت کا اعتراف کرتے ہیں۔

اب میں ذرا ان قوانین کی طرف آتا ہوں جو موجودہ حکومت نے مذہب کے نام پر جاری کئے یعنی قادیانیوں کی مسجدوں میں اذان نہیں دی جاسکتی ان کی عبادت گاہیں مسجد نہیں کہلا سکتیں اور ان میں کلمہ طیبہ نہیں لکھا جاسکتا یہ سب اسلام کی روح اور ۱۹۷۳ء کے آئین کے منافی ہیں۔

مثال کے طور پر اگر ایک غیر مذہب مسجد میں نماز پڑھنا چاہے اور کلمہ طیبہ پڑھنا چاہے تو کیا آپ اسے منع کر سکتے ہیں؟ نہیں۔ اسلام تو کلمہ طیبہ کا پرچار کرتا ہے تاکہ غیر مذہب جوق در جوق اسلام کے حلقہ میں داخل ہوں اور یہ کس فقہ اور حدیث کی کتاب میں لکھا ہے۔ میری نظر میں یہ تمام قوانین غیر قانونی اور غیر اسلامی ہیں اور ان کو فوری طور پر کالعدم قرار دینا چاہیئے اور حکومت نے یہ قوانین بنا کر میری نظر میں اسلام کی خدمت نہیں کی بلکہ نقصان پہنچایا ہے۔

(انقلاب نو۔ اگست ۱۹۸۵ء ص۵)

خُدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالَم دکھاتی ہے

ہم تو خوشبو ہیں ہمارا راستہ روکے گا کون



# مجالس خدام الاحمدیہ ممالک بیرون کی مختصر مساعی

(مرسلہ، مہتمم بیرون)

## مجلس گیمبیا۔ اپریل ۸۵ء

جماعت کے دسویں جلسہ سالانہ میں ۱۲۲ خدام نے شرکت کی۔ اور تینوں دن مختلف فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ اس موقعہ پر خدام الاحمدیہ کی طرف سے ایک خوبصورت نمائش کا اہتمام کیا گیا۔ گیمبیا کے وزیر خزانہ و تجارت نے بھی یہ نمائش دیکھی۔ جلسہ کے موقع پر ۲۰ مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔

تربیت کیلئے تین مراکز قائم کیے گئے جن میں ۶۱ خدام و اطفال کو قرآن کریم و دیگر علوم سکھائے جاتے رہے۔ ۲۰ خدام باقاعدہ دعوت الی اللہ میں مصروف رہے جن کے ذریعے ۲۰ غیر از جماعت نوجوان جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے

۳ خدام جلسہ سالانہ انگلستان میں شامل ہوئے۔ والی بال گیم کا باقاعدہ اجراء کیا گیا جس میں ۹ خدام باقاعدہ شریک ہوتے رہے۔

(از عبدالرشید منگلا صاحب)

## مجلس انڈونیشیا اپریل ۸۵ء

مجلس عاملہ انڈونیشیا کا خصوصی اجلاس ہوا۔ تین مقامات پر فرسٹ ایڈ کورس کا اہتمام کیا گیا۔ ۴۶ خدام نے خون کا عطیہ دینے کیلئے اپنے نام رجسٹر کروائے۔ ۱۲ مجالس نے خصوصی وقار عمل کئے جن میں ۲۰۱ خدام نے شرکت۔ ۱۲ مجالس کے ۸۱ خدام نے ۱۷۴۳ غیر از جماعت احباب تک پیغام پہنچایا اور ۱۵۹ کتب تقسیم کیں ۵ تا ۷ اپریل ٹورنامنٹ منعقد ہوا جس میں ۲۲ مجالس کے ۱۷۰ خدام شریک ہوئے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کا ماہانہ بلیٹن باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔ (از احمد سیارڈمی صاحب نیشنل قائد)

## مجلس ٹوکیو (جاپان) اپریل ۸۵ء

مجلس کی طرف سے ہر جمعہ کے روز قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کی کلاس لگتی ہے۔ مشن ہاؤس میں حضرت بانیٔ سلسلہ کی کتب کا درس ہوتا ہے۔ مجالس مذاکرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے

(بشیر احمد صاحب۔ قائد مجلس ٹوکیو)

بقیہ:۔ مصروفیات از صفحہ ۳۵

یہ فاصلہ طے کیا وہ یقیناً قابلِ ستائش ہے۔
آخر میں حضرت بیگم صاحبہ نے پوزیشن لینے والی ممبرات میں انعامات تقسیم فرمائے اور یہ مجلس برخاست ہوئی۔ فالحمد اللہ علیٰ ذالک۔

بقیہ:۔ آگے قدم بڑھائے جا از صفحہ ۳۹

کیا، ۴½ گھنٹے کے اس وقار عمل میں ۴ خدام ۵ اطفال اور ۳ انصار شریک ہوئے اور ۴۰۸ فٹ پائپ لائن جو ۶۸ ٹکڑوں پر مشتمل تھی زمین کھود کر نکالی تاکہ اس کی جگہ نئی بڑی پائپ لائن بچھائی جا سکے۔ واضح رہے کہ اسی پائپ لائن کے ذریعہ گاؤں کے تالاب میں پانی آتا ہے جس سے تمام اہل دیہہ پانی حاصل کرتے ہیں۔ مگر کافی عرصہ سے پائپ لائن کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے پانی ناکافی تھا اور نئی پائپ لائن بچھانے کے لیے اسے اکھیڑنے کا فیصلہ ہو چکا تھا مگر مختلف جھگڑوں کے باعث یہ کام مسلسل التوا کا شکار ہو رہا تھا۔ مجلس خدام الاحمدیہ نے آگے بڑھ کر یہ مسئلہ حل کر دیا۔

★ مجلس میرپور خاص

۵ جولائی کو تربیتی کلاس کا انعقاد کیا گیا جسکے دوران تلاوت، نظم اور تقریر کے مقابلے ہوئے۔ ۱۲ جولائی کو یہی مقابلے اطفال کے مابین ہوئے۔ جسکے بعد امیر صاحب نے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم کئے اور خطاب فرمایا۔



# محترم خورشید بخاری صاحب خوشنویس کا انتقال

محترم خورشید عالم بخاری صاحب خوشنویس ۷ اگست کو صبح چھ بجے دل کا دورہ پڑنے سے ۵۰ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ آپ گولیکی ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ ایک عرصہ تک رسالہ خالد و تشحیذ الاذہان کی کتابت کرتے رہے نیز روزنامہ الفضل اور دیگر رسائل اور جماعتی کتب، اشتہارات اور پمفلٹ وغیرہ کتابت کرنے کا کام لمبی مدت سے سرانجام دے رہے تھے اور آخر دم تک خلوص سے یہ خدمات بجا لاتے رہے۔
مرحوم ایک کہنہ مشق آرٹسٹ تھے اور ڈیزائننگ میں انکو خداداد ملکہ حاصل تھا۔ آپ نہایت بذلہ سنج اور زندہ دل شخص تھے۔ ادارہ خالد ان کے تمام عزیزوں سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

SEPTEMBER

Monthly KHALID RABWAH

EDITOR ABDUL SAMEE KHAN REGD. NO. L 5830



حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب وفات پا گئے